Register ed L No. 89.

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۴۷) مطبوعہ ۱۸ نومبر سنہ ۱۹۰۴ء بروز جمعہ جلد (۳۲)

گلدستۂ اخبار

ستّ دیدھرم بچارک جالندھر کے اڈیٹر آریا سماج کی ممبری سے مستعفی ہوگئے ہیں بعض کے خیال کے مطابق انکی علیحدگی اس لئے ہوئی کہ انکو ترقی مذہبی سماج کی پردھانی نہیں ملی مگر وہ خود بتلاتے ہیں کہ میری وجہ سے آریا سماج میں نفاق پیدا ہونیکا اندیشہ تھا۔ **لاہور** کے دفتر اکزیکٹو انجنیر اور نارتھ ویسٹرن ریلوے کے سگنل شاپ کے کچھ حصے میں آگ لگی سخت نقصان ہوا۔ **سیالکوٹ** میں گھنٹہ گھر کی تعمیر کے لئے چندہ کھولا گیا ہے۔ ملازم اور غیر ملازم گرمجوشی سے حصہ لے رہے ہیں۔ **اس بات** کا قطعی فیصلہ ہوگیا ہے کہ کابل مشن کے ہمراہ کوئی نامہ نگار نہ جانے پائیگا اور نہ کوئی افسر مشن نامہ نگاری کریگا۔ **فغفور چین** آجکل زیادہ علیل ہیں پیکن میں عام طور پر پریشانی پھیلی ہوئی ہے اور بڑے بڑے دفاتر بند ہیں۔ **حجاز ریلوے** کی گاڑیوں میں ایک مسجد بھی لگائی جائیگی جس سے مسافروں کو چلتی گاڑی میں نماز پڑھنے کا آرام ہوگا۔ یہ مسجد بجائے خود ایک گاڑی ہے۔ **دمشق** میں ایک میڈیکل کالج کھولنے کا حکم ہوا ہے۔ **شاہو** کے حملہ میں ۱۵۰۰۰ جاپانی تلف ہوئے۔ **ہرشل** میں جو برٹش بپٹسٹ یونین کا جلسہ منعقد ہوا تھا اس میں چار ہزار ڈیلیگیٹ حاضر تھے۔ **گذشتہ** سال میں چین کے درمیان مسیحی مشن کا کام جس کامیابی سے ہوا لنڈن مشنری سوسائٹی میں ۵۵۰ مسیحی شریک ہوئے۔ **سنہ ۱۹۰۳ء** کے آخر میں موریسن مشن کے متعلق غیر ممالک کے مشن حلقوں میں ۹۵۰ یورپین اور امریکن ۲۵۵ دیسی مشنری تھے انہیں سے صرف تین میڈیکل مشنری ہیں۔ **کہتے** ہیں کہ چین کی ملکہ نے پیکن کے میڈیکل کالج کے لئے ۷،۲۵۰ ڈالر یعنی ۲۱۷۵۰ روپیہ عطیہ دیا ہے۔ اگر یہ سچ ہے تو صاف ظاہر ہے کہ ملکہ ممدوحہ کو بھی مشنوں سے بڑی دلچسپی پیدا ہوگئی ہے آگے مخالف تعصب۔ **گذشتہ** سال صوبہ جات متحدہ امریکہ میں ہزار اشخاص ریلوے سے تباہ ہوگئے اور ۵۵۰۰۳ مجروح ہوئے۔ **حضور** لیڈی کرزن صاحبہ کے معالجہ پر ہفتہ وار خرچ ۸۰۰ پونڈ یعنی ۱۲۰۰۰ روپیہ اوسط تھا۔ **۹ نومبر** کی خبر ہے کہ مسٹر ہگنس گورنر نیویارک منتخب ہوئے ہیں۔ **خبر** ہے کہ جاپانیوں کو پورٹ آرتھر پر ایسی کامیابی ہوئی کہ خاص حفاظت کے مورچے حملہ کے وقت مفتوح ہوجائینگے۔ **امید** ہے کہ ۲۵ نومبر کو لارڈ کرزن صاحب ہند کو روانہ ہونگے۔ **۴ نومبر لنڈن**۔ اسٹینڈرڈ کا نامہ نگار شنگھائی بیان کرتا ہے کہ دلائی لاما پیکن دار السلطنت چین میں پہنچ گیا ہے۔ **اطلاع** ملی ہے کہ جنرل اسٹوسل زخمی ہوگئے ہیں۔ یہ امر ابتک مشکوک ہے کہ پہل کس کی جانب سے ہوئی۔ **روئٹر** کا نامہ نگار سینٹ پیٹرز برگ سے لکھتا ہے کہ روسیوں نے عہد نامہ مجوزہ انگلستان منظور کرلیا ہے۔ بیڑہ جہاز بالٹک میں جنگی جہاز ۵ کشتیاں ۷ جہاز بار برداری اور ایک ہسپتال اور ایک کوئلہ کا جہاز شامل ہے۔ **۵ نومبر** روئٹر کا نامہ نگار مکڈن سے لکھتا ہے کہ دونوں افواج ایک دوسری کے ایسی قریب آگئی ہیں کہ قواعد غیر ممکن ہوگئی ہے اکثر ہر دو جانب سے شب کو حملے ہوتے رہتے ہیں۔ **۶ نومبر** ٹوکیو سے سرکاری خبر ہے کہ جاپانیوں نے ۳۰ اکتوبر کو بہت سے پہاڑی گڑھوں اور قلعوں پر قبضہ کرلیا ہے ۵ توپیں بھی پائیں بعدہٗ جہازوں کے ٹھہرنے کے مقام پر سخت گولہ باری شروع کی۔ ۵ جہاز غرق کردیئے اور بندرگاہ میں آگ لگادی۔ **بحیرہ بالٹک** کے معاملات پر غور کرتے ہوئے وزیر جنگ روسی مشن لاج رپورٹوں کے ذریعہ سے افسروں کے خیالات کی تحریر کرتے تھے بحث ہوتے ہوتے فرنچ پارلیمنٹ میں مسٹر ایڈلی نے کہا کہ پادریوں کا فوج میں اسقدر زور ہے کہ میں مجبور ہوں کہ افسران کی پولیٹیکل رائے دریافت کرنیکو بیرونی ذرائع حاصل کریں۔ اس پر مسٹر ایم اشیفن ممبر پارلیمنٹ وزیر جنگ پر ٹوٹ پڑے اور گھونسوں سے انکا چہرہ لال کردیا وزیر کے منہ سے خون نکلنے لگا۔ اجلاس ملتوی ہوا مسٹر ایم اشیفن معطل ہوگئے مگر انہوں نے نکلنے سے انکار کیا پولیس نے انکو بزور نکالدیا۔ پارلیمنٹ نے وزیر جنگ کی رائے ۳۴۳ ووٹ سے بخلاف ۲۳۶ ووٹ منظور کی۔ **حضور نظام** حیدرآباد کا مشہور پہلوان عبد اللہ سلیم جزیرہ لنکا میں پہنچا ہے یہ وہاں کے مشہور پہلوان سنڈو کے ساتھ کشتی کرنا چاہتا ہے۔ اس سال جو لندن گیا تھا اُس نے مشرق کے پہلوان میول خان کو پچھاڑا تھا اور اب جزیرہ مذکور کسی دوسرے نامور پہلوان کا مقابلہ کرنا چاہتا ہے۔ **پچھلے سال** درندوں کے ۲۰۴۹ ہاتھوں کے ۲۷۰۱۰ آدمی نذر ہوئے اور ۹۲۲۴۲ مویشی درندوں کے اور ۹۹۹۴۳ سانپوں کی نذر ہوئے بدایوں کانپور اور بجنور کے ضلع میں ایک یا دو آدمی خونخوار بھیڑیوں سے کسی ایک جانیں نذر ہوئیں۔ **ولایت** سے چند توپیں ہندوستان میں بطور تحفہ بھیجی گئی ہیں جو جنگ ٹرنسوال میں بوئروں سے انگریزوں نے چھینی تھیں۔ **لیاؤ ینگ** کی لڑائی میں توہزاروں روسی اور جاپانی کام آئے تھے مگر اب سنا جاتا ہے کہ شاہو کی لڑائی میں طرفین کا ایک لاکھ آدمی مارا گیا اور زخمی ہوا ہے۔ **ایک** جاپانی لفٹننٹ کسی جہاز کے نیچے سرنگ لگا رہا تھا کہ قلعہ پورٹ آرتھر سے گولہ نکلا اور اس کا کام تمام کیا۔

ایڈیٹوریل نوٹس

اُمیدواران آئی سی ایس

ہم کو یہہ پتری آوٹ مدراس میں یہہ پڑھکر بڑے خوش ہوئے کہ ۰۷ امیدواران امتحان آئی سی ایس میں جو حال میں ہوا ہے دو ہندستانی ہیں یعنی مسٹر زجی ایس دت اور اندو بھوشن منڈل۔ یہہ موخرالذکر کلکتہ کے ایک ہندی مسیحی ہیں جو کامیابوں کی فہرست میں ۴۴ ویں نمبر پر ہیں اور کل نمبر انکا ۴۷۶۲ ہے۔ مسٹر منڈل کلکتہ یونیورسٹی کے گریجویٹ ہیں اور ایف۔ اے کے امتحان میں آپ اول تھے۔ علاوہ اس کے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر اے۔ جی۔ ٹمپوے آئی۔ سی۔ ایس کے امتحان کے کامیابوں میں سے ایک ہیں جو سیلوں کے مسیحی ہیں۔ مسٹر ٹمپوے سیلوں گورنمنٹ کے وظیفہ خوار تھے۔ ان کے ساتھ ہی ہند کی سول سروس میں پانچ ہندی مسیحی...... حقیقت تو یوں ہے کہ امپیریل سروس میں ہندی مسیحیوں کی خاصی تعداد ہو اور اگر لوگ خاص رکوشش نہ سے فائدہ اٹھاویں تو انکی تعداد بڑھتی چلی جائیگی۔ ہم اپنے پنجابی مسیحی بھائیوں کو اس بات کی طرف رغبت اور توجہ دلاتے ہیں کہ حصول تعلیم میں کوشش اور جد و جہد کریں اور قومیت کو ترقی دیں اور پرسنل اور سوشل اور امپیریل مدارج میں بڑھتے چلے جاویں اور اُس خداوند کا جلال اپنے تن من دھن سے کریں؛

سوال جواب طلب

پادری جسونت سنگھہ کلارک آباد سے یہہ سوال جواب طلب تحریر فرماتے ہیں کہ نئی روشنی کے ایک نئے ریفارمر صاحب دیسی پادریوں کو دیسی گرجوں کے لئے یہہ تجویز پیش کرتے ہیں کہ چرچ بیرر کی جگہ گرجوں میں وہاں کی جماعت کی بیواؤں کو چرچ بیرر مقرر کرنا چاہئے اور اسطرح چرچ بیرر کی طلب بچانا چاہئے اور جو کام بیواؤں سے نہو سکے اس کو چرچ وارڈوں یا سائیڈ مین کر دیا کریں۔

"جناب ایڈیٹر صاحب اگر آپ یا آپ کے اخبار کے ناظرین باتمکین اسکی بابت اپنی رائے کا اظہار درج اخبار نورافشاں کرادیں تو میں مشکور و ممنون ہونگا۔"

ہماری رائے میں اس امر پر ایک کلیسیا خود غور و فکر اور فیصلہ کرسکتی ہے کیونکہ یہہ صرف اُسی کا حق ہے جیسا وہ مناسب جانے کرے۔ مگر ہماری دانست میں یہہ غیر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایسا کام بیچاری بیواؤں کو دیا جاوے۔ یہہ کام مردونکا ہے۔ کیا بیوہ عورتوں کے لئے یہی کام رہگئے ہیں اور کوئی نہیں؟ اگر ایسا کرنا ہے تو ہم پوچھتے ہیں کہ طلب بچکر کہاں جائیگی؟ کیا وہ بیوہ طلب دیگی؟ اگر مفت کام کریگی یا جبراً اُس سے کروایا جاوے تو یہہ ظلم ہے اور اگر طلب دیجاوے تو بچت نہوئی اور چرچ بیرر تو بدستور رہا۔ انجیل میں جو بیواؤں کی خبرگیری کا طریقہ اور فرض لکھا ہے ذرا اس پر غور و فکر کرو اور اسی کی پیروی کرنی لازم ہے؛

ایک چینی شہید کی دعا

جن ایام میں ملک چین کے بوکسروں نے مسیحی لوگوں کے خلاف شورش مچا رکھی تھی اور کشت و خون کا بازار گرم تھا ایک چینی مسیحی جو علاقہ ٹائن ٹین کے متصل ایک کلیسیا کا ممبر تھا کسی دوسرے شہر سے اپنے وطن کو جا رہا تھا۔ جانے سے پیشتر اس نے ایک میٹنگ میں یوں دعا کی کہ اے خدا ہم اس ایذا رسانی سے خوش ہیں جیسا تو نے ہمیں سکھایا ہے۔ تو جانتا ہے کہ شہیدوں کی موت کی نسبت شہیدانہ زندگی بسر کرنی زیادہ مشکل ہے۔ یہہ عنایت کر کہ جب تیری مرضی ہو تو ہم اس ادنیٰ خدمت کو اس طور پر اختیار کریں جو تیری نظر میں مقبول ہو۔ اگر کوئی شخص آزمائش کی گھڑی میں پطرس کی مانند تیرا انکار کرے تو اے خداوند تو پھر کر اس پر نظر کیجیو جیسا تو نے پطرس کی طرف دیکھا تھا اور اس نگاہ کے ذریعہ سے اسکو یہہ بخش کہ تیرے اسی رسول کی طرح بڑی مضبوطی کے ساتھ تیری گواہی دینے میں زندگی بسر کرے۔ عرصہ قلیل کے بعد اس صاحب دعا نے دیگر ساٹھ اشخاص کے ساتھ اُسی ادنیٰ خدمت کو اختیار کیا؛

یہہ ہمارے نمونہ کے لئے ایک عمدہ سچی ایمان کا نمونہ ہے مسیحی زندگی فی الحقیقت ایک زندہ شہیدانہ زندگی اور زندہ قربانی ہونی لازم ہے۔ اسمیں نہایت اعلیٰ درجہ کی خوشی اور صبر اور ایمان کا استعمال اور اظہار ہے۔ خداوند ایسی ہی قربانیوں سے خوش ہے جو اپنے آپکو زندگی میں اس پر نثار کردیا اور اپنے تن من دھن سے اُسکی تعظیم کرتے ہیں۔

بنگال میں سائینٹیفک ایسوسی ایشن

سنا جاتا ہے کہ بنگال میں بڑے بڑے لائق فائق اور تعلیم یافتہ شرفا نے سائینٹیفک اور انڈسٹریل ترقی اور اشاعت کے لئے ایک ایسوسی ایشن افتتاح کی ہے۔ یہہ بہت وسیع پیمانہ پر مبنی ہے صرف بنگال ہی کے لئے نہیں بلکہ تمام ملک کے لئے ہو اس کا مقصد ہے کہ ہند کے طلبا کو وظائف دیکر سائینس اور صنعت اور حرفت سیکھنے کے لئے یورپ امریکہ یا جاپان وغیرہ مقامات میں بھیجے اور لوگ وہاں سے تعلیم پاکر ہند میں اپنے ہموطنوں کو صنعت و حرفت سکھلانے کے قابل بنجاویں۔ ایسا ہی سنا جاتا ہے کہ مدراس میں بھی اس قسم کی ایک ایسوسی ایشن قائم ہوئی ہے۔ احاطہ پنجاب فی الحال کار خیر عظیم میں پیچھے ہٹا ہوا معلوم ہوتا ہے؛

امریکہ کی اصلاح یافتہ ڈچ کلیسیا کی مشن بورڈ اپنی تواریخ میں دوسرے دفعہ ایک ڈیپوٹیشن بھیجنے والی ہے۔ اسمیں اس کے پریذیڈنٹ اور سکرٹری ہونگے اور وہ ایشیا کی تمام مشنوں کا ملاحظہ کرینگے یہہ ڈیپوٹیشن گذشتہ ماہ کو روانہ ہوگئی ہے اور سب سے پہلے عرب میں آویگی اور پھر ہند چین اور جاپان کی سیر کریگی؛

پہلا جاپانی مشنری جو کوریا میں بھیجا گیا حال ہی میں سیئول میں پہنچ گیا۔ اس کے ساتھہ دو مددگار ہیں۔ انکو جاپان کی میتھوڈسٹ ایپسکوپل سوسائٹی نے بھیجا ہے؛

مضامین

ہندوستان میں مسیحی مذہب کا کیا حال ہوگا

گذشتہ ماہ دسمبر کے ہندوستان ریویو میں کسی مسٹر بنرجی بی اے نے مندرجہ بالا عنوان کا ایک مضمون شائع کیا جس میں اُس نے ایک تعلیم یافتہ ہندو کے خیالات کے مطابق یہہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ اگرچہ گذشتہ مردم شماری کے رو سے مسیحیوں کی تعداد ہندوستان میں بہت بڑھی ہوئی معلوم ہوتی ہے مگر آخر اِس ترقی کا سلسلہ قایم نہیں رہیگا کیونکہ مسیحی مذہب ہندوستان کے مناسب حال نہیں۔ ان مسیح ایک اچھا گرو تھا۔ مگر مسیحی مذہب کبھی ہندوستان کو فتح نہیں کریگا۔ اِس کے جواب میں کلکتہ کے مشہور عالم و فاضل پادری فادر ہار صاحب نے ایک نہایت اعلیٰ درجہ کا مضمون لکھا ہے جو اُسی ریویو کے ماہ جولائی کے رسالہ میں شائع کیا گیا ہے۔ اِس کے پڑھنے سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ اول تو ہندوستان ریویو کے ایک بے تعصب ہندو رسالہ ہونے میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا۔ اور دوسرا راقم مضمون کی قابلیت اور وسیع معلومات کا یقین دل میں پیدا ہوتا ہے۔ ہمارے مسیحی اخبارات میں ہندو مسلمانوں کے اعتراضات کے جواب ایسے ہلکے درجے کے ہوتے ہیں کہ اُن سے خواہ مخواہ لکھنے والے کی ناواقفیت مترشح ہوتی ہے۔ اِس لئے ہم نے مناسب سمجھا کہ اِس عالمانہ جواب کا ترجمہ ہدیۂ ناظرین کیا جائے اور ساتھ ہی اختصار کو بھی مدنظر رکھا ہے۔ اُمید ہے کہ ہمارے منادوں کے لئے اِس کے دلائل ضرورت کے موقعہ پر اچھا کام دینگے۔ (ایڈیٹر)

مسٹر بنرجی کا مضمون اُن خیالات کا نتیجہ تھا جو مسیحیوں نے ۱۹۰۱ء کی مردم شماری کی نسبت ظاہر کئے۔ جس میں راقم نے یہہ دکھانے کی کوشش کی ہے کہ جو ترقی مردم شماری کے کاغذات میں مسیحی آبادی کے مقابل درج کی گئی ہے وہ زیادہ عرصہ تک قائم نہیں رہے گی۔ مگر ہم اپنے جواب کے آغاز میں مسٹر موصوف کی توجہ چند واقعات کی طرف مائل کرتے ہیں جو نہایت حیرت افزا ہیں۔ مسیحی مذہب ہندوستان میں دوسری مسیحی صدی سے موجود ہے رومن کیتھولک مشنری سولہویں صدی سے اور پروٹسٹنٹ مشنری اٹھارہویں صدی کے شروع سے اِس ملک میں ہیں۔ مگر اِس میں یہہ ایک بات قابل لحاظ ہے کہ اُنیسویں صدی میں ایک نئی طاقت جوش زن ہوئی مسیحیوں کی ترقی کوئی ایسا واقعہ نہیں ہے جو صرف گذرے دس سال میں معرض ظہور میں آگیا۔ بلکہ یہہ ترقی گذشتہ تیس سال میں متواتر جاری رہی ہے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل فہرست سے ظاہر ہے کہ

۱۸۷۱ء سے ۱۸۸۱ء تک مسیحیوں کی ترقی ۲۲ فیصدی ہوئی۔

۱۸۸۱ء " ۱۸۹۱ء " " ۳۲۹ " "

۱۸۹۱ء " ۱۹۰۱ء " " ۲۰۰۸ " "

اگر اِس تیس سال کے عرصہ کو ایک ہی زمانہ فرض کیا جائے تو اِس ترقی کا تناسب ۸۰ر۱۱۲ فیصدی ہوگا۔ اِس تعداد میں یورپین۔ یوریشین اور سیرین اقوام بھی شامل ہیں اگر اُنکو خارج کیا جائے تو ترقی کا تناسب اور بھی اعلیٰ ہوگا۔ ایک اَور بات قابل لحاظ ہے کہ گذشتہ تیس سال میں رومن کیتھولکوں کی نسبت پروٹسٹنٹ کلیسائیں بہت زیادہ ترقی کر گئی ہیں۔ غرض مردم شماری کے نقشوں سے ثابت ہے کہ مسیحیوں کی ترقی زیادہ تر ہندو مسلمانوں کے مشرف بمسیحیت ہونے کی وجہ سے ہوئی ہے۔

اب اگرچہ یہہ ترقی عارضی یا اتفاقی نہیں ہے تو بھی ہم اِس پر چندان زور دینا نہیں چاہتے۔ اور نہ ہم یہہ پسند کرتے ہیں کہ اَور لوگ اِن اعداد پر ہمارا کچھ دارو مدار سمجھیں ہم دنیا بھر میں مسیحی مذہب کی مجموعی حالت اور تواریخ پر زور دینگے۔ موجودہ ترقی کے اعداد ہماری نظر میں اِس لئے وقعت رکھتے ہیں کہ جہاں تک مسیحی مذہب کی زندگی اپنی صحیح حالت میں پائی جاتی ہے اُس کے ہر کتاب ایسی قسم کی ترقی کی صورتیں بھی پائی جاتی ہیں۔

ہم اِس مضمون میں مسیحی مذہب کے تواریخی خواص ہندوؤں کے ذہن نشین کرنا چاہتے ہیں۔ کہ وہ کیونکر ایک حملہ کر کے بڑھنے والا مذہب ہے۔

اوّل۔ دنیا میں مسیحی مذہب کی موجودہ حالت

مسیحی مذہب اِس وقت روئے زمین کی آبادی کی ایک تہائی کا مذہب ہے۔ کبھی کسی مذہب کے اِس قدر پیرو نہیں ہوئے۔ اُنیسویں صدی میں اِس نے حیرت افزا سُرعت کے ساتھ ترقی کی ہے مندرجہ ذیل نقشہ سے اِس دعویٰ کا ثبوت ملتا ہے۔

۱۸۰۰ء میں دنیا کی آبادی تخمیناً ایک ارب تھی اور مسیحیوں کی تعداد بیس کروڑ تھی یعنی بیس فیصدی۔ ۱۹۰۰ء میں دنیا کی آبادی تخمیناً ایک ارب چون کروڑ اور چالیس لاکھ تھی جس میں سے مسیحی ترپن کروڑ اور پچاس لاکھ تھے یعنی چونتیس فیصدی۔

اب اِسی حساب سے ۲۰۰۰ء میں ترقی کو فیصدی ہوگی؟

اِس حساب کے متعلق ایک اَور عجیب بات یہہ بھی ہے کہ ترقی دُنیا کے ہر حصہ اور کم و بیش ہر قوم میں ہوئی ہے جس سے مسیحی مذہب کا ہر ملک اور ہر قوم کے مناسب حال ہونا عیاں ہے۔ کبھی کسی دوسرے مذہب میں یہہ صفت پائی نہیں گئی۔ بودھ مذہب اور اسلام نے پھیلاؤ کی عجیب طاقت دکھائی۔ مگر وہ مسیحی مذہب کی عالمگیر وسعت کے مقابلہ میں کیا ہیں۔ اب اِس سے بڑھ کر مسیحی مذہب کے عالمگیر ہونے کا ثبوت اور کیا درکار ہے۔ اور یہہ ترقی جو ہندوستان میں گذرے دس سال کے عرصہ میں ہوئی ہے کوئی اکیلا واقعہ نہیں بلکہ عالمگیر ترقی کا ایک حصہ ہے۔ فقط ہندوستان کی نسبت بحث کرنا فضول ہے۔ تو ضیح طلب یہہ امر ہے کہ ہر ایک ملک میں یہہ مذہب کیوں کر

پھیل گیا؟

دوم۔ مسیحی مذہب کی ابتدائی تواریخ

مسیحی مذہب ایک مرد مصلوب کی کھلی قبر میں سے پھوٹ نکلا۔ مسیح ایک یہودی بڑھئی تھا۔ تین سال کی خدمت کے بعد اُس کے ہموطنوں نے اُسکو پکڑ کر رومیوں کے حوالے کیا اور وہ نہایت حقارت اور شرم کی موت مرا۔ کیا کسی اور مذہب کا اس قسم کا مایوسی بخش آغاز کبھی ہوا۔ باوجود اس کے اس پر ایمان لانے والوں کی تعداد اُس کی موت کے بعد اپنے وطن میں بڑی تیزی کے ساتھ ترقی کر گئی۔ اور نہ فقط اُسی ملک میں بلکہ دیگر ممالک میں دن دوگنی رات چوگنی ترقی ہوتی گئی اور رومی سلطنت میں اِس مصلوب کے نام کا چرچا گھر گھر ہونے لگا۔ اِس کی موت کے پینتیس سال کے اندر رومی مورخ ٹیسی ٹس رقمطراز ہے کہ خاص شہر روما میں مسیحیوں کی ایک بڑی بھاری جماعت نہایت بے رحمی کے ساتھ قتل کی گئی۔ باوجود ایسے مایوسی بخش آغاز کے۔ باوجود ایک قدیم قوم اور یورپ اور ایشیا کوچک اور افریقہ کے مذاہب کی مخالفت کے اور باوجود رومی سلطنت کی شاہی طاقت کے مسیحی مذہب غالب آیا اور ممالک مغرب کا مذہب بن گیا۔ ہندو لوگ یونان کے فلسفہ اور مذہب کو مقابلۃً کیسا ہی حقیر کیوں نہ سمجھیں مگر وہ مغربی تعلیم جس کے وہ شیدا ہو رہے ہیں اپنے طور وطریق اور علمی تحقیقات کے لحاظ سے سراسر یونانی ہے۔ اور ہندوؤں کی طرح سے یونانی لوگ بھی کہا کرتے تھے کہ ہم بت پرست نہیں بلکہ بتوں کی آڑ میں ہم خدا کی پرستش کرتے ہیں۔ مصری۔ بابلی۔ یونانی اور رومی لوگ اپنے دیوتاؤں کو بتوں سے علیحدہ سمجھتے تھے۔ ان میں سے ہر ایک قوم خدا کی واحدنیت کی قائل تھی اور اسی اعتقاد کو بت پرستی کے الزام کے جواب میں پیش کیا کرتی تھی۔ اور انہی اقوام کو عہد عتیق مشرک اور بت پرست قرار دیتا ہے۔ غرض ان قدیم اقوام کا مذہب موجودہ ہندو مذہب کے عین مطابق تھا۔ اس لئے یہہ کہنا کہ یونانی لوگ انسانی روح کی اعلیٰ صفات میں ہندوؤں کے برابر تھے کچھ مبالغہ نہیں ہے۔ ادھر رومی لوگ جو عملی حکمت میں یکتا اعلیٰ درجہ کے قانون دان اور امور سلطنت میں تجربہ کار تھے یونانی مذہب اور حکمت شناسائی کے اختیار کرنے سے ملکی نظم ونسق میں نہایت قوی اور انسانی دماغ کی بلند پروازی میں اپنے پورے معراج تک پہنچ گئے۔ انہی سلطنت نے مسیحی مذہب کے خلاف اپنی ساری طاقت خرچ کر دی۔ جب یہودی واعظ یونانیوں اور رومیوں کے سامنے مسیح مصلوب کی منادی کرتے تھے تو ان لوگوں کے دلوں میں وہی خیالات جوش زن ہوتے تھے جو ایک فاتح اور ماہر حکمت قوم کے دل میں کسی مفتوح جاہل قوم کے مقابل اٹھا کرتے ہیں۔ اگر ہندوستان میں ایک انگریز حاکم کے غرور اور خود پسندی کو ہندوؤں کے فلسفہ دانی کی عزت کے ساتھ ملاؤ تو تم کچھ نہ کچھ اُس تعلیم یافتہ رومی شخص کا تصور دل میں لا سکتے ہو جس کے آگے پولس نے مسیح مصلوب کا قصہ بیان کیا۔ ادھر مصری قوم کی تواریخ کی قدامت اس درجہ کی تھی کہ یونان اور روما کی تواریخ اس کے مقابل میں کل کی کہانیاں معلوم ہوتی ہیں۔ اس قوم کے مذہب میں بھی ایسی اعلیٰ خوبیاں موجود تھیں کہ اُس کے پیرو غیر مذاہب کے مقابلہ میں جان توڑ کر لڑنے کو تیار رہتے۔

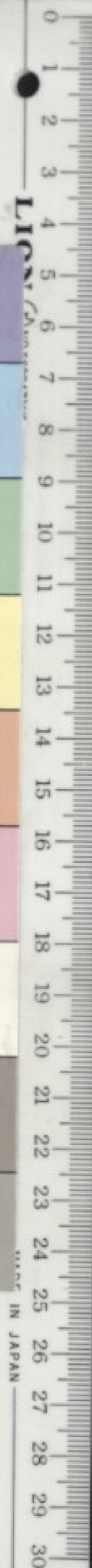
قابل لحاظ ہے کہ ہندو مذہب اپنی صورت اور خصلت میں یونان اور روما اور مصر کے قدیم مذاہب کا ہمسر ہے۔ اپنی قومی تواریخ دیوتاؤں کے سلسلوں اور مذہبی معاملات کے ایک خاص فرقہ کے سپرد کرنے میں یہہ سب قومیں آپس میں ملتی جلتی ہیں۔ غرض جس مخالف کا سامنا آج مسیحی مذہب کو ہندوستان میں درپیش ہے وہ اُسی قسم کے دشمنوں میں سے ہے جنکو اُس نے مدت ہوئی کہ مغلوب کر لیا۔ ہندوؤں کو اچھی طرح سے دل میں سمجھ لینا چاہئے کہ مسیحی مذہب نے اپنی ابتدائی صدیوں میں ہندو دھرم کے برابر ایک مخالف کو پچھاڑ دی۔ اگر اپنی کمزوری کی حالت میں اُس نے سب سے بڑے مغربی قومی مذہب کو ہٹایا تو قرین قیاس ہے کہ وہ اپنی موجودہ طاقت میں ہندوستان کے قومی مذہب پر بھی فتح حاصل کریگا؛

سوم۔ مجادلہ کا طریق

یہہ بیان کیا گیا ہے کہ ہندو دھرم اپنے اصلی خواص میں اُن مغربی مذاہب سے مشابہ ہے جنکو مسیحی مذہب نے اپنے ابتدائی ایام میں مغلوب کیا۔ اب اگر مقابلہ کر کے یہہ دکھایا جاوے کہ جس قسم کی مخالفت کا سامنا اور مقابلہ اول چار صدیوں میں روما کے ساتھ مسیحی مذہب کو کرنا پڑا بعینہٖ اسی قسم کا مقابلہ اب بھی ہندوستان میں جاری ہے تو یہہ مطابقت اور بھی عجیب معلوم ہوگی ہم شروع سے شروع کرینگے کہ مسیح نے اناجیل میں کیا پیشگوئی کی کہ میری تعلیم دنیا میں کیونکر قبول کی جائیگی۔ اور بعد ازاں درجہ بدرجہ اس مجادلہ کے مختلف خواص پر غور کرینگے؛

(۱) قدیم مذاہب سخت مخالفت کرینگے۔ جو مخالفت یہودیوں نے مسیح کے ساتھ دکھائی وہ بیان کی محتاج نہیں۔ اُس نے اپنے شاگردوں کو بھی آگاہ کیا کہ لوگ تم سے نفرت کرینگے۔ ستائینگے اور تمکو قتل کر ڈالینگے۔ اس مخالفت کی تواریخ عہد جدید کے پڑھنے والوں پر روشن ہے۔ یہودیوں نے شروع سے مسیحیوں کو ستانا شروع کیا۔ بعد ازاں ۶۴ء میں رومی شہنشاہ نیرو نے بڑی سخت اذیت سے مسیحیوں کو قتل کیا۔ پھر اڑھائی سو سال تک رومی شہنشاہوں نے بار بار مسیحی مذہب کو نیست کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ ایذا رسانیوں کی آگ کبھی کبھی مشتعل ہوتی تھی۔ مگر درپردہ مخالفت کا سلسلہ برابر جاری تھا جو مسیحیت کے شاہی مذہب ہو جانے پر بھی منقطع نہ ہوا۔ عوام تحریر وتقریر کے ذریعے مسیحی مذہب کا مقابلہ کرتے تھے۔ اُس زمانہ کے مصنفوں نے بہت سا زہر مسیحی مذہب کے خلاف اُگلا ہے۔ مگر اس قسم کی مخالفت نے اُس کا کچھ نہ بگاڑا۔ اور آج اس ملک میں ہندو مذہب کی مخالفت مسیحیوں کا حوصلہ بڑھا رہی ہے کہ اِس طرح ہوتا آیا ہے اور آخر فتح ہماری ہے۔ اس مخالفت ہی سے ثابت ہوتا ہے کہ ہم راہ راست پر مسیح اور اُس کے رسولوں اور شہیدوں کے پیچھے پیچھے جا رہے ہیں؛

(۲) مسیحی کلیسیا کی چند روزہ حقارت۔ قدیم زمانہ میں مسیحی مذہب کی مخالفت میں حقارت کا جزو بھی شامل تھا مسیح خود آدمیوں میں بے نہایت ذلیل اور حقیر تھا۔ یہودی لوگ اُسپر ہمیشہ طعنہ زنی کیا کرتے تھے۔ وہ اپنے پیرووں کو بھی اس سے آگاہ کرتا ہے (دیکھو متی ۱۰: ۲۸) اور پولس بھی اپنا رسولی تجربہ ان الفاظ میں ادا کرتا ہے "میری دانست میں خداوند



نے ہم رسولوں کو سب سے ادنیٰ بنا کر قتل ہونیوالوں کی طرح پیش کیا ہے کیونکہ ہم دنیا اور فرشتوں اور آدمیوں کے لئے ایک تماشہ ٹھہرے ..... ہم آجتک دنیا کے کوڑے اور ساری چیزوں کی گرد کی مانند رہے (۱۔کرنتھیوں ۴: ۹ و ۱۳) اس زمانہ کے بعد تواریخ میں اس حقارت کی نظائر کثرت سے پائی جاتی ہیں آج ہندوستان میں بھی مسیحی مذہب کے خلاف دلی حقارت کی ایک گہری تار ہندوؤں کی ہر ایک تحریر و تقریر میں پائی جاتی ہے۔ ایسے لوگوں کو خیال رکھنا چاہئے کہ یونانیوں اور رومیوں نے بھی اس مذہب کو ایسا ہی حقیر سمجھا تھا۔ مگر تواریخ شاہد ہے کہ ان کی حقارت جہالت اور نادانی کا نتیجہ تھی ؛

(۳) کلیسیا کی لگاتار ترقی۔ جس وقت مسیح نہایت صفائی کے ساتھ اپنے پیرووں کی اذیت اور حقارت کی نسبت پیشگوئی کرتا تھا اُس نے ہمیشہ یہ بھی فرمایا کہ میری بادشاہت برابر ترقی کرتی جائیگی میری تعلیم ایک ایسا درخت ہے جو بڑھتا اور پھیلے گا اور روئے زمین پر سایہ کریگا۔ رسولوں کے اعمال کی کتاب میں ہر ایک بڑے حصے کے آخر میں بار بار یہ مندرج ہے کہ کلیسیا بڑھتی اور ترقی کرتی گئی (باوجود خارجی و داخلی مسلسل مخالفت کے اور باوجود سلطنت کی طرف سے وقتاً فوقتاً سخت ایذا رسانی کے) یورپ میں مسیحی مذہب کی لگاتار ترقی تواریخ میں ایک نہایت عجیب واقعہ ہے۔ اُن ایام کے مسیحی لوگ بار بار اس امر کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ ترطلیان کا قول ہے کہ "مسیحیوں کا خون کلیسیا کا بیج ہے" موجودہ زمانہ میں اس کی ایک نظیر جزیرہ میڈیگاسکر میں پائی جاتی ہے۔ جہاں باوجود سخت مخالفت کے مسیحی لوگ پچیس سال کے عرصہ میں بیس گنا سے زیادہ بڑھ گئے۔ ہندوستان میں اُس قسم کی ایذا دہی تو نہیں مگر مخالفت ہر جگہ کثرت سے پائی جاتی ہے۔ اور باوجود اس کے کلیسیا بڑھ رہی ہے ؛

(۴) ادنیٰ اقوام میں سے کثیر التعداد لوگوں کا مسیحی ہونا۔ مسٹر ترجی نے اس واقعہ کو لے کر ہندوستان میں مسیحی مذہب کی ترقی پر طنز کی ہے۔ مگر یہ ہمارے مذہب کا ہمیشہ سے خاصہ رہا ہے اور ہمارا فخر ہے کہ وہ پست حالوں کو اُٹھا کر کھڑا کرتا ہے اس مذہب کے پھیلنے سے پیشتر برطانیہ کلاں کا کیا حال تھا گذشتہ صدی میں اس مذہب نے وحشی اور آدم خوروں کیلئے کیا کچھ کیا ہے۔ کسی اور مذہب میں یہ طاقت موجود نہیں ہے مسیح نے بڑی ضیافت کی تمثیل میں دنیا کے راندہ اور حقیر لوگوں کو بلانے کی طرف اشارہ کیا (لوقا ۱۴: ۲۱-۲۲) پولس بھی کرنتھیوں کو فرماتا ہے کہ "اے بھائیو! اپنے بلائے جانے پر تو نگاہ کرو۔ کہ تم میں دنیا کے بہت سے حکیم بہت سے اختیار والے بہت سے اشراف نہیں ہیں۔" ابتدا ہی سے رومی سلطنت میں کلیسیا کا یہی حال تھا۔ اب ہندوستان میں بھی تواریخ اپنے آپکو دُہرا رہی ہے ؛

(۵) مسیحی خیالات بتدریج پھیل رہے ہیں۔ باوجود مخالفت کے عوام میں مسیحی خیالات رفتہ رفتہ پھیلتے جا رہے ہیں۔ چنانچہ

(ا) مسیحی خیالات خفیہ طور پر مسیحی منادی علم ادب اور شخصی تاثیر کے ذریعہ پھیل رہے ہیں۔ رومی سلطنت میں بھی پہلے پہل یہی حال ہوا تھا۔ ہندوستان میں ہر مذہب کے لوگ اپنی تحریر و تقریر میں اس خفیہ تاثیر کا ثبوت دیتے ہیں مسیح کے الفاظ ہمیشہ استعمال کئے جاتے اور اُسکی تعلیم کو صحیح تسلیم کیا جاتا ہے خیرات کے کاموں کا چرچا مستورات کے بارہ کو بلند کرنے اور تعلیم کو عوام میں پھیلانے کا ذکر ہر ایک اہل الرائے کی زبان پر ہے۔ ذات پات کی بیخ کنی ہو رہی ہے۔ بائیبل پڑھنے کا شوق ہندوؤں کے دلوں میں پیدا ہو رہا ہے ؛

(ب) قدیم زمانہ میں مسیحی خیالات کے پھیلنے سے بیشمار فرقے پیدا ہو گئے۔ اور یہ قدیم مذاہب کے مسیحی مذہب کے ساتھ ٹکرانے کا نتیجہ تھا۔ آج ہندوستان میں بھی برہم سماج اور آریہ سماج اور مرزائی وغیرہ فرقے پیدا ہو رہے ہیں جو فی الحقیقت کسی نہ کسی صورت سے مسیحی خیالات کو پھیلا رہے ہیں ؛

(ج) اُس زمانہ میں نہ فقط خیالات بلکہ مسیحی طریقے بھی اختیار کئے گئے تھے چنانچہ دوسری صدی میں غیر مسیحی لوگ مسیحیوں کے طرز پر وعظ۔ منادی کیا کرتے تھے۔ اور بعض رومی شہنشاہوں نے تو بُت پرستی کو فروغ دینے کی خاطر مسیحی کلیسیا کے انتظام کی نقل کرنے کی تجویز سوچی۔ ہندو لوگ بھی اپنے کام کے طریقوں میں مشنریوں کی نقل کر رہے ہیں۔ بنارس کا سنٹرل ہندو کالج ایک مشن کالج کا نمونہ ہے۔ اب ہندوؤں میں مشنری اور مشن اور پریئر میٹنگ (دعا کی مجلس) اور ینگ مینس ہندو ایسوسی ایشن اور متلاشی اور رسالے اور دیگر الفاظ جو مسیحی خدمت کے مختلف طریقوں کے نام ہیں عام مستعمل ہیں۔ برہمو لوگوں کی عبادت تو عین مسیحی عبادت کی نقل ہے ؛

(د) آخر الامر مخالف مذاہب مسیحی مذہب کی اچھی باتوں کو ہضم کر کے اُس کے مدعا کو ذلیل کرنے کی کوشش کرتے ہیں مسیح نے صاف صاف پیشتر سے جتلا دیا کہ اس قسم کی حرکت کیسی لاحاصل ہے۔ جب کوئی مذہب مسیحی دین کی تعلیم کو اپنے اندر لے لیتا ہے تو وہ گویا ایک ایسی طاقت کو اپنے میں کھینچ لیتا ہے جو بعد ایک زمانہ کے اُس مذہب کو منہدم کر دیگی۔ مگر قطع نظر اس کے یہ ایک بدیہی امر ہے کہ ایسے مذہب کی ترقی کو روکنے کی کوشش اُس کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے کا ایک وسیلہ ثابت ہوتی ہے۔ مسیح نے فرمایا کہ کورے کپڑے کا پیوند پرانی پوشاک میں کوئی نہیں لگاتا کیونکہ وہ پیوند پوشاک میں سے کچھ کھینچ لیتا ہے اور وہ زیادہ پھٹ جاتی ہے اور نئی مے پرانی مشکوں میں نہیں بھرتے ورنہ مشکیں پھٹ جاتی ہیں اور مے بہہ جاتی ہے اور مشکیں برباد ہو جاتی ہیں۔ بلکہ نئی مے نئی مشکوں میں بھرتے ہیں اور وہ دونوں بچی رہتی ہیں۔ (متی ۹: ۱۶-۱۷)۔ رومی سلطنت نے اُسکی صداقت کو آزما کر دیکھا۔ چنانچہ فرقہ برہمو تو زور سے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچتا ہے۔ اسی فرقہ نے بہت سی مسیحی تعلیم کو اپنا بنا لیا۔ اس کا بانی مسز بیسنٹ کی طرح اول مسیحی مذہب کا پیرو تھا۔ مسٹر ترجی خود اس تجویز کو ہندو دھرم کے لئے کرتے ہیں۔ اس وقت ہندوستان میں مسیحی دین کے خیالات اس دھرم کے ذریعے پھیل رہے ہیں ؛

(۶) مسیح کی تعریف و توصیف کی طرف بڑا بھاری میلان۔ مسٹر ترجی گو مسیحی مذہب کے خلاف ہے مگر مسیح کے حق میں نہایت توصیفی الفاظ استعمال کرتا ہے۔ اور اس طور پر مسیحی مذہب کے اُن دشمنوں کے قول کو دُہرا رہا ہے جو یورپ میں بت پرستی کے انہدام سے پیشتر مسیح کی نسبت

مروج تھے موجودہ زمانہ کے ہندو دریہو اپنے عقاید میں الگزندر سیورس شہنشاہ روما سے مشابہ ہیں جو ۲۲۲ء سے ۲۳۵ء تک حکمران تھا اور جس نے اپنے بتخانہ میں اپنے قومی بتوں کے ساتھ مسیح اور ابرہام کی مورتوں کو بھی رکھ لیا۔

(۷) قدیم مذہب کی از سر نو بحالی۔ جہاں کہیں مسیحی دین کسی قدیم مذہب پر حملہ کرتا ہے اُس مذہب میں ایک نئی روح پیدا ہو جاتی ہے۔ بشرطیکہ اس کی جڑ بالکل بوسیدہ نہ ہو گئی ہو ابتدائی مسیحی صدیوں میں رومی سلطنت کا یہی حال ہوا۔ اور آج ہندوستان میں بعینہٖ وہی حالت گذر رہی ہے۔ ہندو دھرم میں ایک نئی روح از سر نو جوش مار رہی ہے چنانچہ مسٹر بنرجی خود اس کے قائل ہیں اور یہہ مطابقت نہ فقط عام طور پر ہے بلکہ تفصیل وار بیان کی جاسکتی ہے۔ مثلاً رومی سلطنت کی طرح آج ہندوستان میں یہہ ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ

(۱) ہندو دہرم ایک خدا کو ماننے والا ہے۔ اور بت پرستی کے تمام معبود اُسی ایک برہم کا ظہور ہیں جو کل مخلوقات میں رم رہا ہے۔ پھر ایک اور بات قابل لحاظ ہے۔ کہ

(ب) اخلاق اور مذہب کے باہمی تعلق پر بہت زور دیا جا رہا ہے۔ اور ہندو لوگ اپنے دھرم کی رسمی، قانونی اور عبادتی تعلیم کو نظر انداز کر کے اُس کی اخلاقی تعلیم پر زور دے رہے ہیں۔

(ج) پھر قدیم زمانہ میں لوگ کسی اوتار کی جستجو میں تھے جو خدا کا ظہور ہو کر زندگی کے لئے نمونہ اور مذہبی امیدوں کا یقین دلانے والا بنے۔ چنانچہ گذرے بیس سال سے کرشن کو مسیح کی جگہ کھڑا کرنے کی کوشش ہو رہی ہے اور گیتا کو انجیل کی بجائے پیش کیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں ایسے فلسفہ دان بھی ہوئے ہیں جو۔

(د) ایسے لوگوں کا ذکر کرتے تھے کہ جن میں خدا کی روح بود و باش کرتی تھی اور وہ دنیا میں گویا دیوتا تھے۔ چنانچہ آج برہمو سماج کا اسی قسم کا عقیدہ ہے۔

(ہ) آخر الامر رومی زمانہ میں سب سے عجیب بات یہہ تھی کہ ایسا فرقہ برپا ہوا جسکو نیو پلے ٹونزم کہتے تھے جس نے اس امر کی کوشش کی کہ جو کچھ دیگر مذاہب میں قابل تعریف ہے اُنکو جمع کر کے ایک نیا دین قائم کیا جائے اس فرقہ کی تطبیق موجودہ ہندو دھرم کے ساتھ مفصل بیان کی محتاج ہے۔

(۸) قدیم مذہب کو فلسفہ کے نئے سانچے میں ڈھالا۔ نیو پلے ٹونزم فرقہ تیسری مسیحی صدی کے آغاز میں سکندریہ میں نمودار ہوا۔ چند صدیوں میں بڑے بڑے عالم اور فاضل لوگوں کی ایک بھاری جماعت اس کے پیروؤں میں شامل ہو گئی ہے۔ اور یہی فرقہ مسیحی مذہب کا سب سے بڑا دشمن ثابت ہوا۔

(ا) اس فرقہ کا یہہ دعویٰ تھا کہ نہ فقط یہی سب سے اعلیٰ فلسفہ ہے جس میں ہر قسم کے فلسفہ کی تکمیل ہوتی ہے بلکہ یہی ایک مذہب ہے جس کے ذریعے تمام دیگر مذہب کی سمجھ آسکتی ہے۔ اس کا مدعا تمام قدیم مذاہب کی بحالی تھا۔ اگر مسیحی مذاہب اپنی صداقت اور عالمگیر ہونے کے دعوؤں پر جا در ہتا تو اوروں کی طرح یہہ بھی اُسی فرقہ کا حصہ بن جاتا۔

(ب) یہہ فرقہ مذہب کو فلسفہ پر فوق دیتا تھا اور اس کا دعویٰ تھا کہ خدا کا صحیح علم دلایل سے حاصل نہیں ہو سکتا ضرور ہے کہ خدا اپنے تئیں بذریعہ الہام دنیا پر ظاہر کرے۔ غرض اس فرقہ کی بنیاد قدیم کہانیوں اور روایات پر رکھی گئی۔

(ج) یہہ فرقہ ایک قسم کے ہمہ اوست کا قایل تھا چنانچہ اس کا اصول یہہ تھا کہ ایک برہم ہے۔ اور سب کچھ اُسی کا ظہور ہے۔

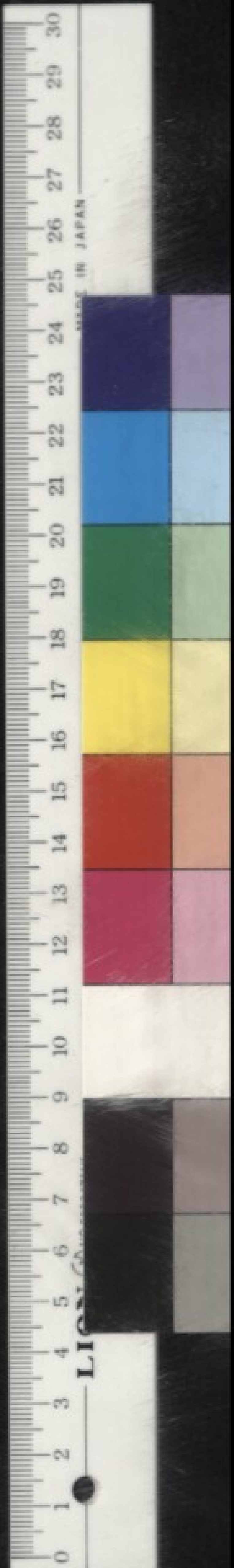
(د) انسان کی روح مادی عالم میں جسمانی لذات کی پابند اور ہوا و ہوس سے مغلوب ہے اُسکو اپنے اصلی چشمہ کی طرف رجوع کرنے کی خاطر ریاضت درکار ہے۔ وہ بذریعہ دھیان کے محویت کی حالت میں پہنچ جاتی ہے جہاں سوائے خدا کے اور کچھ نہیں دیکھتی۔

(ہ) اپنی آخری صورت میں اس فرقہ نے قدیم یونانی اور مشرقی مذاہب کو مسیحی مذہب کی یورش سے بچانے والا ثابت کرنے کی کوشش کی۔ قدیم تعصبات اور رسوم کو راست ثابت کرنے کی غرض سے اس فلسفہ نے ایک نئی روش اختیار کی یعنی اُن کے گرد علم غیب کا ایک پردہ قائم کر دیا جس سے ناممکنات عجیب اسرار رنگ میں نظر آنے لگے۔ اور روایات اور جھوٹے معجزات بھی روحانی لباس میں دکھائی دینے لگے۔

کیا اس قدیم فرقہ میں موجودہ ہندو دھرم کے ساتھ ایک نہایت عجیب مطابقت پائی نہیں جاتی اس تمام مقابلہ کا خلاصہ نہایت صاف طور پر یہی ہے کہ مسیحی مذہب آج ہندوستان پر اُسی طرح اپنا اثر ڈال رہا ہے جیسا کہ رومی سلطنت پر ڈالا تھا۔

اب ان تمام امور پر بخوبی غور کر کے ایک بے تعصب آدمی مسیحی مذہب کی آیندہ حالت کی نسبت کیا فیصلہ کر سکتا ہے۔ اس کا جواب سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ اس جنگ کے نتیجہ کی نسبت فی الحال پختہ طور پر کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ کیونکہ یہہ دونوں عظیم الشان دشمن یعنی ہندو دھرم اور مسیحی مذہب کبھی میدان میں برابر مقابلہ پر نہیں اُترے۔ لیکن مسیحی مذہب میں ایک بے نظیر طاقت اور حملہ آوری کا بار از زمانہ ماضی میں نظر آیا ہے جب ملکی حالات عین ہندوستان کے موجودہ حالات کے مطابق تھے جس سے یہہ اغلب ہے کہ یہہ تو دارو مذہب ہندو دھرم کو کمزور کر کے آخر اُس پر غالب آئیگا سوائے اس کے دوسرا نتیجہ نکل نہیں سکتا کہ جس طرح رومی سلطنت کی کایا پلٹ گئی ہندو مذہب بھی آخر مغلوب ہوگا۔ (از مسیحی)

جاپانی سپاہی موجودہ جنگ روس و جاپان میں ایک سپاہی زخموں سے مر گیا جب اُسکی اطلاع اس کے باپ کو ہوئی تو اُس نے گھر کے کل آدمیوں کو جمع کر کے کہا میرے بچو تمہارے بڑے بھائی نے اپنے وطن کے لئے جان دیدی اس لئے ہمیں اس کی موت پر ماتم نہیں کرنا چاہئے۔ اُس کا مرنا ہمارے لئے باعث فخر ہے۔ اگر ہماری آنکھ سے آنسو نکلا تو مرحوم کو صدمہ پہنچیگا۔



محمدی ملک میں مسیحی کے ساتھ برتاؤ

ذکر ہے کہ ہمدان میں ایک واعظ انجیل اپنی بیوی کے ساتھ کہیں کو جا رہا تھا۔ جاتے جاتے ایسا واقعہ ہوا کہ وہ ایک کوہستانی اور غیر آباد ملک میں جا وارد ہوئے اور وہاں انکو رات پڑ گئی ان کے ساتھ ایک خچر والا بھی تھا۔ اسی رات انکے ساتھ ایک یہودی اور ایک سید اور ایک ملا بھی شامل سفر ہو گئے۔ مسیحی شخص یہودی کے ساتھ بات چیت کرنے لگ پڑا لیکن وہ یہودی کہنے لگا کہ عہد عتیق میں مسیح کی مسیحیت کی بابت ذرا بھی ذکر نہیں ہے۔ اس واعظ نے کہا کہ تم یہودیت کو کس طرح پایۂ ثبوت کو پہنچاتے ہو۔ مگر جب وہ اس کا جواب نہ دے سکا اور دیکھا کہ اب مسیحیت کے ثبوت کو ماننا پڑتا ہے تو اس نے اور کچھ نہیں کہا مگر انکی باتیں سنتا رہا۔

جب سید نے دیکھا کہ یہودی پر بڑا بھاری اثر ہو گیا تو اس نے کہا "یہودی نے اچھا کیا جو مسیح کو قبول کر لیا مگر لازم ہے کہ تم دونوں محمد پر ایمان لاؤ کیونکہ وہ ہی آخر الزمان نبی ہیں" مسیحی نے جواب دیا "میں تو اس یہودی کو عمدہ دلیلوں سے مسیح پاس لے آیا ہوں۔ اگر تم بھی اپنے نبی کے دعوے کو اسی طرح ثابت کرو تو ہم قبول کر لینگے"۔ سید نے جواب دیا کہ "قرآن محمد کی بابت گواہی دیتا ہے" مسیحی نے جواب دیا کہ "لیکن یہہ شہادت تو قابل پذیرائی نہیں ہے کیونکہ وہ اپنی ہی بابت شہادت دیتا ہے۔ لازم ہے کہ تم اس کا ثبوت بائبل سے دو" سید نے کہا "کیا تمہارا یہہ مطلب ہے کہ بائبل محمد پر شہادت نہیں دیتا؟" مسیحی نے جواب دیا "میں اس سوال سے بڑا حیران ہوں۔ اگر ہم اس قسم کی شہادت قران میں پاتے تو ہم سب محمدی ہوتے۔ اور علاوہ ازیں یہہ تمہارا فرض ہے کہ اس کی تحقیقات کرو اور بائبل سے ثبوت دو" اس نے جواب دیا "قران بائبل سے افضل ہے اور ہمکو اس کے پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے" مسیحی نے کہا "تو کیا تم مسیح کو نبی تسلیم نہیں کرتے اور اس کے کلام پر ایمان نہیں لاتے؟" سید نے کہا "بالضرور ہم مانتے ہیں" مسیحی نے کہا "مگر مسیح کہتا ہے کہ آسمان اور زمین ٹل جائنگے مگر میری باتیں نہ ٹلینگی' پس کونسی بات درست ہے تمہاری بات یا مسیح کی؟" سید نے جواب دیا "البتہ یہہ کہنا درست ہے خدا کا کلام ٹل نہیں سکتا مگر قرآن بھی خدا کا کلام ہے" مسیحی نے کہا "جبکہ تم محمد کے دعوے کو بائبل کی شہادت سے ثابت نہیں کر سکتے تو فرض کر لو کہ ہم قرآن کی بابت گفتگو کرتے ہیں۔ اگر وہ بائبل کے ساتھ متفق نہ ہو تو پھر ہم کیا کہینگے؟" اس نے کہا "بالضرور وہ متفق ہونگے" مسیحی نے کہا "مگر وہ تو باہم متفق نہیں ہیں مثلاً عہد عتیق و جدید مسیح کی مصلوبیت اور صعود پر متفق اللسان ہیں مگر قرآن دونوں کا انکار کرتا ہے" سید نے کہا "قرآن درست ہے۔ مسیح مارا نہیں گیا" "تو مسیح اور عہد عتیق کے انبیا نے جھوٹ کہا۔ اور اگر ایسا ہی ہے تو محمد نے بھی جھوٹ بولا" اس نے جواب دیا کہ "ناممکن ہے کہ مسیح اور موسے جھوٹ بولیں۔ وہ تو خدا کے نبی تھے" مسیحی نے کہا "اچھا تو یہہ صاف ظاہر ہے کہ مسیح اور موسے نے جھوٹ نہیں کہا۔ تو محمد نے جھوٹ بولا۔ کیونکہ وہ مصلوبیت کے برخلاف شہادت دیتا ہے" اس موقع پر سید نے اپنی تلوار کھینچی اور کہا "صاف صاف کہہ کہ محمد خدا کا نبی ہے یا نہیں؟" مسیحی نے کہا "میں جنگ تو نہیں کرتا بلکہ گفتگو کرتا ہوں۔ اگر تم سچ بولتے ہو تو مجھے دلیل سے قائل کرو نہ کہ تلوار سے" اس نے کہا "میں فن مناظرہ سے بہرہ ور نہیں ہوں۔ مجھے بتلاؤ کہ محمد خدا کا نبی ہے یا نہیں؟"

محمدی کا فرض ہے کہ اسکو جو محمد کے نبی اللہ ہونے سے انکار کرے قتل کر ڈالے۔ سید نے چاہا کہ یا تو مسیحی کو قتل کرنے کا کوئی بہانہ مل جاوے یا اس سے محمد کو منوا کر ظاہر کر دے کہ وہ ڈر گیا ہے۔

مسیحی نے کہا "تم جانتے ہو کہ میں مسیحی ہوں۔ لہذا ضرورت نہیں کہ تم میرے ایمان کی بابت دریافت کرو۔"

آدھی رات کا وقت تھا کہ پہاڑوں کے درمیان میں تھے اور دیہات سے دور پڑے ہوئے تھے اور کوئی اس کو بچانے والا نہ تھا۔ ملا اور خچر والا ہر دو مسیحی کے قتل پر متفق تھے اور یہودی تو فرار ہو گیا تھا۔ عورتیں خوف کے مارے تھر تھرا رہی اور دعا میں مشغول تھیں۔

اس مسلمان نے اور کچھ سننا نہ چاہا مگر کہا۔ "لازم ہے کہ تم میرے سوال کا صاف صاف جواب دو" مسیحی کو اس وقت الہام ہوا اور اس نے کہا "ہر ایک جو خدا کا نبی ہے وہ نبی ہے اور وہ جو خدا کا نبی نہیں ہے وہ نبی نہیں" سید نے کہا "مجھے اس قسم کے جواب سے کچھ سروکار نہیں ہے۔ بلا شبہ جواب دو" مسیحی نے کہا "لیکن یہہ تو ایک عام سوال ہے اور تمام باتیں اسمیں آجاتی ہیں تم خود غور کرو کہ محمد کس فہرست میں آتا ہے" سید نے کہا "میں نے سوچ لیا ہے۔ تم فوراً جواب دو" مسیحی نے کہا "تم میرے قتل کا بہانہ مت تلاش کرو۔ تم تو اب مجھے قتل کر سکتے ہو" اس نے کہا "میں تمکو قتل کرنا نہیں چاہتا مگر یہہ کہ تم محمد پر ایمان لاؤ" مسیحی نے کہا "اس ویرانے میں کوئی بھی حاضر نہیں ہے۔ تم تین مسلمان ہو اور صرف میں ہی اکیلا مسیحی ہوں اور میرے ساتھ دو عورتیں ہیں۔ کوئی انسان نہیں جو فیصلہ کرے کہ کون راستی پر ہے۔ مگر میں خدا کی تعریف کرتا ہوں۔ وہ جانتا ہے اور میں اور تم بھی جانتے ہو کہ راستی کس پہلو پر ہے میں تمہارا ہی فیصلہ منظور کرتا ہوں۔ عمدہ طریقہ قائل کرنیکا دلیری ہے یا جبر؟ کیا تلوار تمہاری طاقت کو ظاہر کرتی ہے یا کمزوری کو؟" اس نے کہا "مجھے ایسے سوالات سے کچھ واسطہ نہیں۔ یک لخت مجھے جواب دو" مسیحی ملا سے مخاطب ہوا اور اس سے کہا "تمہارا کیا خیال ہے۔ کیا یہہ درست ہے کہ کسی شخص کو کسی مذہب کے قبول کر لینے پر مجبور کیا جاوے یا محبت اور نصیحت استعمال کیجاوے؟ بتلاؤ کہ تم خدا کے سامنے کیا جواب دو گے"۔ ملا کا جواب بالضرور ملا کی طرف سے تھا کیونکہ اس کے جواب نے مسیحی کی جان بچا دی۔ اس نے کہا "البتہ سید جبر کرنے سے غلطی پر ہے مگر تم بھی اس کہنے میں غلطی کی کہ نبی نے جھوٹ بولا"۔ اور اس نے سید سے درخواست کی کہ اپنی تلوار میان کر لو۔ مسیحی نے کہا "میں نے یہہ بیان خود سید کے اپنے ہی الفاظ سے لیا ہے۔ جب اس نے محمد کو جھوٹا بنا دیا تو میرا قصور کیا ہے؟" ملا نے جواب دیا "میں نے اس امر کو سمجھ لیا تھا مگر ہم جانتے ہیں کہ محمد نبی اللہ ہے"۔

مسیحی نے جواب دیا "بالیقین یہہ تو تمہارا ایمان ہے مگر کیا تم

ہمارے ایمان سے واقف نہیں ہو؟" ملا نے کہا "تم نبی کو قبول نہیں کرتے"۔ مگر سید نے اسکی بابت مجھ سے پوچھا کیوں؟ سید نے کہا "میں تمکو قتل کر ڈالتا پیاسا تھا۔" یہہ جماعت ایک گاؤں کے نزدیک آ گئی تھی اور سید نے جان لیا کہ خطرہ اب جاتا رہا۔ اس کے اس نے پوچھا اگر تم مجھے مار ڈالتے تو تم خدا کے سامنے اس جرم کا کیا جواب دیتے؟ کیا تم یہہ جواب دیتے کہ اس لئے میں اس امر کا جواب نہیں دیکا اس کے بیچ ناراض ہو کر اس کو قتل کر ڈالا ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں میں یہہ کہتا کہ جس نے کفر بکا اور خدا کو جھوٹا کہا۔" مگر خدا تو ایسے جواب کو نہ سنتا۔ وہ تو تمکو یہہ کہتا اس شخص نے تو سچ کہا تھا اس نے اپنی دلیل کی بنیاد خود محمد کے الفاظ پر رکھی تھی جو مسیح کو نبی بتلاتا ہے اور پھر اسی کتاب میں اس کے برخلاف شہادت دیتا ہے اور جو کہ تم ان حقیقتوں کو جانتے تھے اور انکا جواب نہ دے سکے اور غصہ میں آکر اس مسیحی کو قتل کر ڈالا۔ سید نے کہا میں نے تم کو مار تو نہیں ڈالا۔ تم مجھ پر جرم جتانے کی کیوں کوشش کرتے ہو؟ مسافر نے جواب دیا یہہ تو تمہارے خدا ہی میں نقطہ تمہاری حفاظت کرتی۔ تمکو اجازت نہیں دی۔ اس نے جواب دیا "اچھا تو خدا کی حمد ہو کیونکہ تم اب تک زندہ ہو"۔ مسافر نے کہا "نہیں۔ تم خدا کی تعریف کرو جس نے کہ نہیں میرے قتل کرنے کی اجازت نہیں دی۔ اگر تم مجھکو قتل کر ڈالتے تو میں خدا کے پاس پہنچتا مگر تم ایک شخص کو مار ڈالنے کے سبب جہنم میں جاتے۔" ملا اور سید دونوں ہنس کر اس کا ذکر یہ سے علیحدہ ہو گئے۔ یہودی فوراً نمودار ہوا اور اس نے کہا "اب میں اور زیادہ یقین لاتا ہوں کہ تمہارا مذہب حق ہے۔ کیونکہ تمہارے مسیح نے سید کو اجازت نہ دی کہ تمکو مار ڈالے۔"

"اور جب وہ تمہیں عبادتخانوں اور حاکموں اور صاحبان اختیار کے سامنے لے جاویں تو تم فکر نہ کرو کہ ہم کس طرح یا کیا کہینگے۔ کیونکہ روح القدس اسی گھڑی تمکو بتلا دیگی کہ کیا کہنا چاہئے۔"

سوچنے کا علم

"تم ان خواص کو اب یاد رکھو۔ رفتہ رفتہ تمہارا علم تمہارے لئے بڑا ہی مفید ہوتا جائیگا۔ اس صبح میں نے چند دیا دیکھ رکھے ہیں جو تمہارے حسب حال ہونگے۔ میرے پاس یہہ کتاب ہے اور میں تمہیں پڑھکر سناؤنگا۔ اس کرسی پر ذرا نظر کرو جس پر تم بیٹھے ہوئے ہو۔ یہہ بڑے غور اور ذکاوت کا نتیجہ ہے۔ آدمی زمین پر بیٹھ تو سکتا ہے مگر ذرا بلند جگہ پر بیٹھنا زیادہ تر مناسب ہے۔ گھر کے باہر تو وہ کسی بڑے پتھر پر یا کسی درخت کے تنہ پر بیٹھ سکتا ہے مگر جب وہ گھر میں ہو تو بیٹھنے پر لیکن اگر وہ چاہے کہ اس جگہ سے اٹھکر دوسری جگہ جا بیٹھوں تو وہ لکڑی کے کندہ کو حرکت نہیں دیسکتا۔ پتھر تو اسقدر بھاری ہے کہ بلا سخت دقت کے اسکو ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجانا محال ہے۔ اس پر تعمق کرنے سے ایک جوڑ دار سٹول کا خیال پیدا ہوتا ہے مگر پھر بھی آدمی کی پشت اور بازو کسی سہارے کے محتاج ہیں۔ پس جوڑ دار سٹول کرسی کی صورت میں تبدیل کر دیا گیا۔ پہہ کرسی کو مرصع کیا گیا تاکہ خوبصورتی اور فائدہ دونوں یکجا شامل ہو جاویں۔ اس طرح سوچنے اور غور و فکر سے کرسی کی ایک دلچسپ اور تعلیمی تواریخ پیدا ہوتی ہے۔"

"میں تمکو بڑی پسند کرتا ہوں۔ میں ابھی گرد و نواح کی ہر ایک اشیاء پر سوچنے کے لئے کیا کچھ نہیں کر سکتا؟"

"اس کتاب میں بہت سے اور طرح پر بھی دلچسپ نشانات مندرج ہیں۔ اگر کوئی لڑکا پتھر ریڑھی کو دیکھتا ہے تو بھی وہی سلسلہ خیال اختیار کر سکتا ہے۔ پتھر ریڑھی سے آدمی اسقدر بوجھ بآسانی ایک جگہ سے دوسری لیجا سکتا ہے جو بلا اس قسم کی مدد کے لیجانا محال تھا۔ اس کی بناوٹ کے لئے رکاوٹ اور خیال نہایت ضروری ہیں۔ پہیہ موزوں قد کی ہونی چاہئے کیونکہ اگر بہت لمبی ہو تو یہہ ٹوٹی ہوئی رہ جاویگی اور اگر بہت چھوٹی ہو تو بھار لیجانے کے لئے غیر مستحق ہوگی۔ لازم ہے کہ یہہ دیرپا اشیاء سے بنائی جاوے۔ لیکن اگر اسکا وزن بہت ہی مضبوط ہو تو بے فائدہ ہو جائیگی۔ اور اگر بہت ہی کمزور ہو تو یہہ ٹوٹ جائیگی جبکہ مناسب چیزیں اور قد اور طاقت معین کر لی گئی تو اسمیں دستے یا ہتھیاں لگانے کی ضرورت ہے اور پاے بھی تاکہ جب ٹھہرائی جاوے تو وہ کھڑی بھی ہو سکے۔ بعد ان تمام باتوں کے یہہ ایک صندوق سے بڑھکر بہتر ثابت ہوگی تاوقتیکہ اسمیں ایک پہیا نہ لگایا جاوے تاکہ بآسانی حرکت کر سکے۔ ان تمام غور پرداخت کے ساتھ ایک لڑکا پتھر ریڑھی سے ایک عمدہ دل بہلاؤ اور سبق حاصل کر سکتا ہے۔"

"اگر کوئی شے مجھے سوچنا سکھلا سکتی ہے تو یہی قسم کی ایک ہیں۔ میں تو اس کتاب کا مطالعہ پسند کرتا ہوں۔"

"یہہ کتاب میری نہیں ہے اس لئے میں تمکو یہہ مستعار بھی نہیں دے سکتا۔ اس کتاب میں اسی قسم کے اور دو بیان ہیں کیا میں انکو پڑھوں؟"

"ہاں۔ ہاں۔ آپ دونوں پڑھیں۔"

"یہہ بہت چھوٹے چھوٹے بیانات ہیں۔ یہہ انمیں سے پہلا ہے اور یہہ وہی شے ہے جو ایک لڑکے کے اندر سوچنے کا خیال منتقل کر سکتی ہے۔ اگر کوئی لڑکا اپنے کپڑوں پر غور کرے تو اسکو معلوم ہو جائیگا کہ اس کا فائدہ یہہ ہے کہ وہ اس کو گرم رکھ سکتے ہیں اور موسموں کی سختی سے محفوظ کر سکتے ہیں اور وہ اپنے اعضا کو خوب کام میں لا سکیگا۔ پس ضرور ہے کہ کپڑے مضبوط۔ دیرپا۔ نرم۔ اور ہر طرف مڑ جانے کے قابل ہوں اور جسم گرمی سے محروم نہ رکھے۔ اب دیکھو لوہا مضبوط ہے۔ پتھر دیرپا ہے۔ ریشم نرم ہے اور موصلنا مڑنے کے قابل ہے۔ مگر نہ تو لوہے سے اور نہ پتھر سے اور نہ ریشم یا موصلنا سے اس لڑکے کے لئے عمدہ جیکٹ بن سکتی ہے۔ کوئی ایسی شے اس کام کے لئے چاہئے جسمیں یہہ تمام خواص پائے جاویں اور وہ شے اونی کپڑا ہے۔ یہہ ایک اور چھوٹا سا بیان ہے جو مجھے اچھا معلوم ہوتا ہے۔ ہر ایک لڑکا جانتا ہو کہ چھت تلے یہہ فائدہ ہوتا ہے کہ وہ ہمکو بھیگنے سے بچاتا ہے۔ اگر ان میں سے ایک لڑکا بھی اس مطلب شے کی ضروری خاصیات پر سوچنے کی تکلیف گوارا نہیں کرتا ضرور ہے کہ یہہ مناسب بناوٹ اور شکل کا ہو تاکہ اسپر سے پانی گر جایا کرے۔ اور ضرور ہے کہ یہہ مناسب اندازکا





ہو ورنہ یہ تو ہکو ڈھانک نہ سکیگا اور یا دوسروں کے غیر مناسب حال ہوگا۔ ضرور ہے کہ یہ مضبوط اور لچکدار ہو تاکہ ہوا کے جھونکے میں ٹھہر سکے اور ضرور ہے کہ یہ ہلکا ہو تاکہ اُس کے لیجانے میں تکلیف نہو اور یہ ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجائے جانیکے قابل ہو اور اِس لائق ہو کہ چھوٹا بھی ہو جا سکے"۔

"خوب ہو! کاشکہ میں ایک سال پہلے سوچنا سیکھنا شروع کر دیتا"۔

میں انکو یہہ کہتے سننے سے خوش ہوں۔ کیونکہ مسٹر وائیٹ کہتا ہے کہ کسی کے دل میں سوچنا سیکھنے کی خواہش اور آرزو پیدا کرنے کے مقابل میں انکو سوچنا سکھلانے میں آدھی مشکل بھی پیش نہیں آتی وہ کہتا ہے کہ ہم عجائبات کی دنیا میں رکھے گئے ہیں تاکہ زندگانی بسر کرکے خوش ہوں اور کہ جب ہم اپنی عقل خرچ نہیں کرتے ہیں تاکہ یہہ عمدہ نتیجہ ... اور کہ ہم خدا کی عجیب مخلوقات کو تعجب سے دیکھیں تو ہم اپنے آسمانی باپ کی نعمتوں کو حقیر کرتے ہیں۔ لو بچو اب سے کہ ہم اس کا جلال ظاہر کریں میں تم سے وداع ہوتا ہوں اور کل پھر دیکھونگا"۔

ٹھوس ہوا۔ ایک شخص نے ہوا کو ٹھوس پتھر کی شکل میں بنا کر دکھا دیا ہے اُس نے ہوا کو ایسا سخت بنا دیا ہے۔ کہ سیکڑوں ہتوڑے لگائے۔ مگر وہ ٹوٹنے میں نہیں آتی۔ اِس میں ایک عجیب بات یہہ بھی پیدا ہوگئی ہے کہ اُس کے اندر مقناطیس کی قوت پائی جاتی ہے۔ اگر لوہا اس کے پاس لایا جائے۔ تو وہ فوراً اُس سے چمٹ جاتا ہے۔ یہہ ٹھوس ہوا ایسی سرد ہوتی ہے کہ جب اس کے موجد نے اس کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا ایک کمرے میں رکھا تو وہ کمرہ ایسا سرد ہوگیا۔ کہ وہاں بیٹھکر کام کرنا مشکل ہوگیا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اِس دریافت سے سامان جنگ پر بہت بڑا اثر پہنچیگا اور خصوصاً جہازوں کے کارخانے۔ اور گہرے معدنیات کے سرد کرنے میں اس سے بڑی مدد ملے گی۔

فرانس میں ہوا کا کاغذ کے دروازے استعمال کئے جاتے ہیں۔ جو سرسری طور پر دیکھنے سے لکڑی کی مانند معلوم ہوتے ہیں۔

مراسلات

عورت کی نسبت انگریز عالموں کی رائیں

سپانڈ:۔ عورت! تو ہماری خوشیوں اور غموں کی مبارک حصہ دار ہے۔

کوپر:۔ خود مبارک ہے۔ اور جہاں جاتی ہے مبارک کرتی ہے۔

بائرن:۔ عورت امید کرنے میں گو پرجوش ہے۔ مگر تکلیف برداشت کرنے میں بھی کچھ کم نہیں۔

بارلوٹ:۔ اے عورت! تو مصیبت کے کم کرنیکے اور انکار کو ہلکا کرنیکے لیے پیدا ہوئی ہے۔

کریب:۔ تکلیف دہ جدائی عورت کی آنکھ میں آنسو لاتی ہے۔

ہمن:۔ خوبی سے تکالیف کو سہنا اور دوسروں کی تکلیف میں انکو خوش کرنا عورت ہی کا کام ہے۔

گیرہم:۔ عورت ماتم کرنیوالے کے کڑوے آنسو کو پونچھتی ہے۔

برگ:۔ اے عورت! عورت تو مبارک کرنیکے واسطے بنائی گئی ہے۔

چوسر:۔ عورت بالکل استقلال کے واسطے بنائی گئی ہے۔

ملٹن:۔ عورت ہر دلعزیز شیریں اور پاک ہے۔

جانسن:۔ عورت میں ہر ایک عالم اور ہر ایک صفت جمع ہوئی ہے۔

ینگ:۔ عورت ہماری آنکھوں کو خوش کرنیکے واسطے بنائی گئی ہے۔

پیٹرسن:۔ عورت محبت والی بھی خوبصورت چمکنے والی بنائی گئی ہے۔

انٹرالف:۔ اے عورت تو آدمی سے بنائی گئی ہے۔ اور آدمی تجھ سے۔

اٹلٹن:۔ اے عورت تیری زندگی کا کام محبت ہے۔

اسٹوری:۔ عورت کے دل میں وہ کچھ ہے جو بیان سے باہر ہے۔

اصغر:۔ اے عورت تجھے ہم پھولوں سے تشبیہ دیتے ہیں گو ایسی اور غصہ کے زمانہ میں تو سراپا خار ہے۔

وفادار دہلی پیچ لاہور:۔ عورت سب کچھ ہے مگر جب پاکیزہ خیالات کے ساتھ ہمدردی میں بھی قابل قدر ہو۔ (دہلی پیچ لاہور)۔

عورت کی نسبت بائبل کی تعلیم۔ امثال ۱۲:۴۔ نیک عورت اپنے شوہر کے لئے ایک تاج ہے۔ اقرنتی ۱۱:۷۔ عورت مرد کا جلال ہے ٭ ٭ ٭

پادری جے۔ بی۔ ڈیلس مرحوم

پادری جے۔ بی۔ ڈیلس جنکی وفات کی خبر ناظرین پچھلے صفحے پڑھ چکے ہیں اُن میں سے ایک ہیں جنکے والد سرکار انگریزی کی فوج کے ساتھ ۱۸۳۹ء میں کابل گئے تھے۔ جب ان کے والد قتل کئے گئے تو وہاں کے لوگ ان کو قید کر کے لے گئے اور وہ ایک نواب کے ہاں تین برس تک کابل میں رہے۔ اور مسلمان ہو گئے ۱۸۴۲ء میں جب دوسری دفعہ انگریزی فوج کابل گئی تو وہ معہ دیگر بچوں کے کابل سے واپس لائے گئے اور لودیانہ کے مشنریوں کو سپرد کئے گئے جس وقت وہ لودیانہ میں آئے تھے اس وقت ایسے پکے مسلمان تھے کہ جب ان میں سے چند لڑکوں نے جو اُن کے ساتھ واپس آئیں تھیں مسیحی لڑکیوں کے ساتھ کھانا کھا لیا تو انہوں نے کافر کافر کہکر انہیں پتھر مارنا شروع کیا اور کابلی لوگوں کی طرح جوش سے بھر گئے۔ اس سال مناسب سمجھا گیا کہ وہ سکول سہارنپور میں تبدیل کیا جاوے چنانچہ دیگر طلبا کے ساتھ وہ سہارنپور بھیجے گئے کچھ عرصہ کے بعد وہ بخوشی خود مسیحی ہو گئے اور پادری کیمبل صاحب کے ہاتھ سے بپتسمہ پایا۔ گورنمنٹ نے جب ان کو مشنریوں کے سپرد کیا تھا تو وعدہ کیا تھا کہ تعلیم پانے کے بعد گورنمنٹ ان کو سرکاری ملازمت دیدیگی مگر کچھ عرصہ کے بعد انہوں نے خود بخود گورنمنٹ کو کہہ بھیجا کہ وہ سرکاری ملازمت نہیں کرنا چاہتے بلکہ انکا ارادہ ہے کہ مشن کی ملازمت میں اپنی زندگی بسر کریں۔ مسیحی ہو کر انہیں مسیح کے سپاہی کی سی دلیری اور سچائی آگئی اور وہ اپنے تصوروں کو ماننے اور ہر ایک امر کا سچائی سے اقرار کرنے میں بڑے دلیر تھے۔ جھوٹھ اور فریب سے ان کو سخت نفرت تھی۔ وہ اس شخص کو جو دنیا کی چند روزہ چیزوں کی خاطر جھوٹھ بولتا اور فریب کرتا تھا اول درجہ کا کمینہ اور ہیچ سمجھا کرتے تھے اور ایسے شخص سے تعلق رکھنا اپنی ہتک اور خداوندی کی بے عزتی خیال کیا کرتے تھے۔

وہ طبیعت کے ازحد آزاد تھے۔ خوشامد کو کبھی پسند نہیں کرتے تھے سوائے ضرورت اور کام کے کبھی مشنریوں کی کوٹھی پر نہیں جاتے تھے اور کبھی کسی ولایتی سے ہندوستانی مسیحیوں کی شکایت نہیں کیا کرتے تھے ؛

سہارنپور سے تبدیل ہو کر لودیانہ میں تشریف لائے اور اسوقت سے اپنی زندگی کے آخر دن تک اس جگہ رہے۔ وہ لودیانہ کی کلیسیا کے پہلے ہندوستانی پاسبان تھے جنہوں نے تیس برس کے قریب لگاتار پاسبانی کا کام کیا۔ لودیانہ کے تمام ولایتی اور دیسی مسیحی ہمیشہ انکی بڑی تعظیم اور عزت کرتے رہے۔ وہ بھی اپنی دلی محبت اور برداشت سے جیسا کہ باپ اپنے بچوں کے ساتھ سلوک کرتا ہے ہر ایک کی بہتری اور بھلائی چاہتے تھے یہانتک کہ ان کو بھی جو بعض وقت پاسبانی فرض کے سبب سے ان سے ملامت یا تنبیہ پاکر غصہ ہو جاتے تھے اپنی محبت اور صبر سے قابو کر لیتے تھے۔ وہ اپنے ارادے کے بڑے پکے تھے۔ بیس برس سے زیادہ گذر چکے ہوں گے جب انکی بیوی کا انتقال ہو گیا تھا اگرچہ اسوقت وہ طاقتور تھے مگر توبھی انہوں نے ارادہ کیا کہ وہ اور شادی نہیں کرینگے چنانچہ آخر تک وہ اس ارادہ میں پکے رہے اور ایسی پاک اور بےعیب زندگی بسر کی کہ کوئی انکی نسبت انگلی اٹھا کر ایک لفظ بھی ان کے برخلاف نہیں کہہ سکتا بلکہ انکی پاکیزگی اور بےعیب زندگی تعریف کے لائق ہے۔ وہ اعلیٰ درجہ کے خوش خلق اور ہردلعزیز تھے۔ اگرچہ اسقدر بوڑھے ہو گئے تھے توبھی بچوں کے ساتھ بچے اور جوانوں کے ساتھ جوان اور بوڑھوں کے ساتھ بوڑھے بن جاتے تھے اور ہر ایک کے ساتھ ہمدردی کر سکتے اور ہر ایک کو خوش کر سکتے تھے ؛

وہ روپیہ کو اپنی زندگی کا مقصد نہیں سمجھتے تھے چنانچہ جب انکے بڑے بیٹے کا انتقال ہو گیا اور انکو معلوم ہوا کہ اس کی زندگی کسی ہزار روپیہ کے لئے بیمہ ہو چکی ہے تو انہوں نے اس کا روپیہ نہیں لیا کیونکہ اس کے بیٹے نے اپنی پیدائش کی تاریخ لکھوانے میں کچھ غلطی کھائی تھی۔ انہوں نے صاف صاف کہدیا کہ میں جھوٹ بولکر روپیہ لینا نہیں چاہتا بلکہ صفائی کے ساتھ لکھدیا کہ افسوس ہے کہ میرے بیٹے نے پیدائش کی تاریخ کے لکھوانے میں غلطی کی ہے۔ وہ دل کے نہایت صاف تھے کبھی کسی کی غیبت نہیں کیا کرتے تھے اور جو کچھ کسی کے برخلاف کہتے تھے اگر ضرورت ہوتی تو منہہ پر کہہ دیتے تھے جیسا کہ اکثر مشن کے ملازموں کا حال ہے کہ منہہ پر تو مشنریوں کی تعریف کرتے بلکہ گھر میں انکی عیب جوئی کرتے ہیں پادری صاحب کا یہہ حال نہیں تھا انہوں نے کبھی کسی مشنری کے برخلاف ایک کلمہ بھی اپنے منہہ سے نہیں نکالا برعکس اس کے وہ اپنے گھر کے اوروں کے سامنے یہہ کہا کرتے تھے کہ ہمیں مشنریوں کا ازحد مشکور ہونا چاہئے کیونکہ جو کچھ وہ ہندوستان کے لئے کر رہے ہیں وہ انکی مہربانی ہے۔ درحقیقت ہمارا اپنا فرض ہے کہ ہم اپنے ملک میں انجیل کی بشارت دیویں ؛

انجیل سنانے کا انکو ازحد شوق تھا۔ وہ نہ صرف بلاناغہ ہر صبح شہر کے مشن اسکول اور شام کو کوتوالی جیل میں انجیل سنایا کرتے تھے بلکہ شہر میں جاکر دوکان بدوکان ایک ایک کے ساتھ گفتگو کر کے خداوند یسوع مسیح کو پیش کرتے تھے۔ وہ لگاتار آدھی صدی تک اس کام کو کرتے رہے اور بہت سے جنہوں نے ان کے وسیلے سے خوشخبری کو سنا اور سیکھا اب خداوند کے پاس پہنچ گئے ہیں یا کلیسیا میں خدمت کر رہے ہیں ؛

اُن کی جسمانی صحت اور بدنی طاقت ہمیشہ اچھی رہی وہ کبھی سخت بیمار نہیں ہوئے اور نہ ہی بہت دنوں تک چارپائی پر پڑے۔ اپنی آخری بیماری میں بھی بہت عرصہ تک مبتلا نہیں رہے۔ موت سے قریباً دس روز پیشتر وہ حسب معمول اپنے کام پر گئے۔ شروع شروع میں انکو کچھ سردی اور کھانسی کی شکایت ہوئی اور بخار آنے لگا مگر وہ اپنی طاقت کے سبب سے چارپائی پر بہت نہیں لیٹتے تھے بلکہ بخار کے اتر جانے یا ہلکا ہو جانے پر ادھر ادھر ٹہلتے رہتے تھے۔ آخری چند دنوں میں سانس کے لینے میں تکلیف ہونے لگی توبھی اپنی ضرورتوں کے لئے اٹھ کر غسل خانے میں جایا کرتے تھے اور کسی کا سہارا لینا یا کسی کو ہمراہ لے جانا پسند نہیں کرتے تھے یہانتک کہ اپنے مرنے سے چند گھنٹے پہلے خود اٹھکر اور جوتی پہن کر غسل خانہ گئے تھوڑی دیر بعد اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کو جو انکی چارپائی کے گرد بیٹھے ہوئے آنسو بہارہے تھے صاف آواز سے کہا کہ مجھے ایسی امید نہیں ہے کہ میں ابھی مر جاؤنگا میرا خیال ہے کہ میں شاید کچھ عرصہ اور جیونگا لیکن اگر خداوند کی مرضی مجھے لے جانے کی ہو تو میں خوش ہوں تم کلام پر عمل کرنا اور آپس میں میل و محبت سے رہنا۔ اس کے بعد آخری دم تک ہوش میں تو رہے مگر کوئی بات نہیں کہی صرف کلام سے کچھ پڑھنے کی خواہش ظاہر کی اور جب یوحنا کی انجیل کے چودھویں باب میں سے چند آیات پڑھی گئیں تو اشارے سے ظاہر کرتے رہے کہ سمجھتے ہیں اور خوش ہیں آخری دن کئی مشنری صاحبان جو سالانہ مشن میٹنگ کے سبب سے لودیانہ میں تشریف فرما تھے انکو دیکھنے کے لئے آئے انہوں نے قریباً ہر ایک کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ میں خوش ہوں ۱۰؍ نومبر ۱۹۰۳ء کو منگل کے روز رات کے ساڑھے دس بجے کے قریب انہوں نے دم چھوڑ دیا اور خداوند کے آرام میں داخل ہو گئے ہماری دعا ہے کہ خداوند انکی اولاد کو تسلی بخشے اور ایسا فضل دیوے کہ وہ اپنے بزرگ اور مسیح کے سچے شاگرد پادری جے۔ ل ڈیس کی طرح خداوند یسوع مسیح کی پیروی کریں اور کہ وہ انکی مانند خداوند کے جلال کے لئے پاک اور بےعیب زندگی بسر کریں اور دنیا کے لئے برکت بنیں ؛

راقم

ابن پریم داس

برلین دار الحکومت جرمن میں ۱۳ جولائی ۱۹۰۳ء کو یہہ واقعہ پیش آیا کہ جب ولیعہد سلطنت سیر کیلئے جارہے تھے تو ایک عورت نے اپنے بچے کو اُن کے گھوڑے کے سامنے ڈالدیا۔ ولیعہد نے فوراً باگ روک لی اور اردلی نے بچے کو اٹھالیا۔ عورت سے اس کا سبب پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ یہہ ایک جرمن افسر کا لڑکا ہے جو اب قبر میں آرام کر رہا ہے۔ چونکہ اس کے باپ نے آپ کے نمک سے پرورش پائی ہے اس لئے میں لڑکے کی حالت پر آپ کی توجہ دلانا چاہتی ہوں۔ یہہ بات سنکر ولیعہد نے لڑکے اور اس عورت کو ایک حاکم کے پاس بھیجدیا اور وعدہ

کہا کہ ہم شہنشاہ جرمن سے اس امر کی اطلاع کرینگے ؛

واقعات اور رائیں

گرم چشمے۔ ملک جاپان میں گرم چشمے تمام دنیا سے زیادہ ہیں۔ اُن کی تعداد سینکڑوں تک پہنچی ہوئی ہے۔ اُن کا پانی غیر معمولی طور پر گرم ہوتا ہے۔ بعض چشمے جن میں گندھک کا مادہ ہے ہروقت اُبلتے اور جوش مارتے رہتے ہیں ایسے چشمے آتش فشان پہاڑوں کے دامن میں پائے جاتے ہیں۔ ملک میں گندھک کا زیادہ حصہ انہیں چشموں سے مہیا کیا جاتا ہے جاپان کے باشندے جسمانی اور دیگر قسم کی بیماریوں میں مبتلا ہونے پر ان گرم چشموں میں نہاتے ہیں۔ اور اُن کا مرض دور ہوجاتا ہے ؛

انگلستان میں ایک گھڑی ساز نے ایسی گھڑی بنائی ہے جو ایک مرتبہ چابی دینے سے تین سال تک بغیر کسی حرکت کے چلتی رہتی ہے ؛

جاپانی عورتوں میں شادی کے وقت جو نقاب اُن کے چہرے پر ڈالی جاتی ہے وہ شادی کے بعد احتیاط سے رکھ لی جاتی ہے۔ اور مرتے دم تک اُس کا استعمال نہیں کیا جاتا۔ لیکن جب عورت مرجاتی ہے تو وہی نقاب کفن کے ساتھ اُسکے منہ پر لگادی جاتی ہے ؛

روس کے شاہی چڑیاخانے کے تالاب میں ایک مچھلی ہے جو پندرھویں صدی کے شروع میں پیدا ہوئی تھی اور باوجود چار صدیاں گذر جانے کے اب تک زندہ ہے ؛

جرمن میں ایک ریل گاڑی بجلی کی طاقت سے چلتی ہے جس کے لئے ڈرائیور یعنے چلانے والے کی ضرورت نہیں یہ گاڑیاں نمک کی کانوں سے نمک لاد کر لاتی ہیں۔ رستے میں پانچ اسٹیشن ہیں۔ ہر ایک اسٹیشن کے قریب پہنچ کر ٹرین خود بخود گھنٹی بجاتی ہے۔ ایک شخص ٹرین کو ٹھہرالیتا ہے۔ اور نمک اُتار کر پھر چلادیتا ہے۔ اس میں ۱۲ گھوڑوں کی طاقت کا انجن لگا ہوا ہے ؛

جزیرہ جاوا میں ایک قسم کا پھول ہوتا ہے جس سے ایسی تیز خوشبو نکلتی ہے۔ کہ کوئی طاقتور جوان بھی اُس کی برداشت نہیں کرسکتا۔ اِس خوشبو کے اثر سے سب کیڑے پتنگے مرجاتے ہیں ؛

کپتان ای۔ او۔ روسٹ نے جن کا تعلق انڈین میڈیکل سروس سے ہے ایک قسم کے اجرام دریافت کئے ہیں جن کو پچکاری کے ذریعے کوڑھیوں کے جسم میں داخل کرنے سے اُن کو شفا ہوجاتی ہے۔ اِس پچکاری کا نام روسٹ صاحب نے لبرڈن رکھا ہے۔ انہوں نے برہما میں اِسی علاج سے کوئی ایک سو کوڑھیوں کو آرام کردیا۔ دیگر مقامات میں اُس کا تجربہ کیا گیا تو نفع نظر آیا ؛

بالوں کے بڑھاؤ اور مضبوطی کے لئے سب سے بہتر علاج دھوپ ہے۔ بالوں کو ہر روز جھاڑا جائے۔ اُن میں دھوپ اور ہوا لگائی جائے تو وہ بہت بڑھتے ہیں ؛

اگر درخت ایک جگہ سے کھود کر دوسری جگہ رات کو لگائے جاتے ہیں تو وہ برقرار رہتے ہیں بہ نسبت اُن درختوں کے جو دن کو لگائے جاتے ہیں ؛

گھڑیال کا چمڑا اب تک گھڑیال کے چمڑے بالکل بیکار سمجھے جاتے تھے نہ کوئی اُس کا گوشت کھاتا تھا نہ چمڑا استعمال کرتا تھا سب بیکار پھینک دئیے جاتے تھے اب امریکہ کے لوگ اسکی طرف متوجہ ہوکے تجربہ کیا گیا ہے اور تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ بہ نسبت اور جانوروں کے اس کا چمڑا زیادہ کار آمد ہے جب گھڑیال کے چمڑے زیادہ دن کے ہوجاتے ہیں تو کھرے ہوجاتے ہیں جوان گھڑیال کے چمڑے زیادہ اچھے ہوتے ہیں۔ شمالی امریکہ کے مقام فلوریڈا میں گھڑیال زیادہ ہوتے ہیں نیویارک میں دو سال سے اس کے چمڑوں کی تجارت ترقی پر ہے پارسال گھڑیال کا چمڑا ۲۴ ہزار ڈالر کی قیمت کا فروخت ہوا یہ چمڑا عمدہ ہوتا ہے اور خاص خوبی اسمیں یہ ہے کہ پانی میں گلتا یا سڑتا نہیں ہے نہ پانی کا اس پر خراب اثر پڑتا ہے اب امریکا میں بحری فوجی کارخانوں کے چمڑی شیاء میں اس کا استعمال شروع ہوگیا ہے کہ اگر کبھی چمڑی اسباب پانی میں گرجائے تو نقصان نہ ہو یورپ کی اور بڑی بڑی سلطنتیں جو صنعت و حرفت میں کامیاب ہیں اس کے چمڑے کا تجربہ کررہی ہیں اس کا گوشت کئی امراض کے لئے مفید ہے استسقا اور ضعف اعصاب میں خاص طور پر یہ ایک عمدہ علاج ہے اور اب اسپتالوں میں اس کا گوشت استعمال کرنے کی تحریک ہورہی ہے۔ (صلح کل بحوالہ پاؤنیر)

نیند سے بیدار کرنے کے نقصان انگلستان کے شمال کے رہنے والے ایک ڈاکٹر کا قول ہے کہ بڑ بڑا کے سوتے سے اُٹھ کھڑے ہونے کی عادت مضر صحت و نقصان حیات کا باعث ہے کسی شخص کو جب تک وہ خود نہ اُٹھے جگانا نہیں چاہئے ڈاکٹر شیلان ٹالکوٹ نیویارک کے رہنے والے کا مقولہ ہے کہ نیند بھرنے سے پہلے اُٹھ کھڑا ہونا دیوانگی اور جنون کا باعث ہوجاتا ہے۔ اس کا بیان ہے کہ کسی شخص کو قبل اس کے کہ اُسکی نیند بھری ہو بیدار کرنا باعث دوران خون اور قطع حیات کا ہوتا ہے اِس سے اعضا شکنی پیدا ہوجاتی ہے عمدہ خیالات کا پیدا ہونا بند ہوجاتا ہے اور جسمانی چستی چالاکی جاتی رہتی ہے ؛

جنگ جاپان و روس۔ پہلی مرتبہ روسیوں نے قبول کیا ہے کہ پورٹ آرتھر کی حالت نازک ہے۔ پرسال ستمبر میں جس ہیضہ نے پورٹ آرتھر میں غضب ڈھایا تھا اب پھر پیدا ہوگیا ہے پانی کی قلت ہے روسیوں کے پاس کوئلہ نہیں ہے کہ سمندر سے پانی لے سکیں تین طرف سے جاپانی فوج نے گھیر لیا ہے۔ ایک طرف سمندر ہے جس سے جنگی کشتیاں گذرنے نہیں پاتی ہیں اور رسد رسانی بھی دشوار ہے سینٹ پیٹرزبرگ کی پریشانی سمجھ میں آسکتی ہے اور اب شاید ایک ہفتہ سے زیادہ انتظار کی جاپانیوں کو ضرورت نہ ہوگی لنڈن میں بھی باوجود تمام ان تاریخوں کے جاپانیوں نے حملہ شروع کردیا ہے۔ اور عنقریب یہاں سے ہٹا کر لیڈی واسٹک پر حملہ ہوگا ؛

نئی اور دلچسپ کتابیں

مطبوعہ کرسچن لٹریچر سوسائٹی

ویدوں کی دیوتا پرستی	۴ صفحہ	۳ پائی
وشنو کے دس اوتار	۱۲۸ ؍	۲؍
تیرتھ	۳۴ ؍	۹ پائی
ویدوں کی قربانیاں اور چڑھاوے	۲۰ ؍	۲ ؍
ویدوں کی اصلیت و ماہیت	۱۶ ؍	۳ ؍
تاریخ طاعون	۴۲ ؍	۶ ؍
جھوٹی مذہبی جرأت	۱۶ ؍	۳ ؍
انگریزوں کے خانگی حالات بالتصویر	۱۳۰ ؍	۲؍
انگلستان کی مختصر تاریخ	۹۴ ؍	؍
جاپان	۹۲ ؍	۲؍ ۶ پائی
سیر ہندوستان	۱۵۲ ؍	؍۶
شریف بیبیاں	۹۸ ؍	۲؍ ۶ پائی
رشیوں کا آبائی وطن	۵۰ ؍	؍
مسیحی مذہب کے ابتدائی حالات	۱۳۴ ؍	۲؍
صفائی کی ضرورت	۱۶ ؍	۳ پائی
آئندہ زندگی کیا آواگون یا ابدی زندگی ہے	۶۶ ؍	؍
بچوں کی پرورش	۱۶ ؍	۳ پائی
مہارانی وکٹوریا ۔ رنگین تصاویر	۲۰ ؍	۲؍
قدیم رومیوں کا تذکرہ بالتصویر	۱۰۹ ؍	؍
پرستش حیوانات	۱۶ ؍	۳ پائی
حکایات بالتصویر بچوں کے لئے	۸۴ ؍	؍
کشف الحقائق ۔ مسیحی دین کے عقلی ثبوت	۲۵۱ ؍	۸؍
مسیح کی تعلیم	۳۱۹	۴؍
معذرت نامہ سقراط جسمیں حکیم سقراط اور فلسفہ یونان کا حال بھی درج ہے		۸؍
روضۂ اکبری کی آتشزدگی شہنشاہ نیرو کے زمانے یعنی پہلی صدی مسیحی کا ایک تاریخی ناول ۔ ۲۱۸ صفحہ ..		۶؍
طوطس یعنی ربیع صاحب ایک قصہ کے پیرائے میں خداوند مسیح کی زندگی اور موت کے حالات .. ۲۰۰ صفحہ		۶؍
یوویاس نگاستی چوتھی صدی مسیحی کا قصہ		۶؍
سورج چاند ستارے ۔ علم ہیئت کا رسالہ بالتصویر		۸؍
الیڈ اور اوڈسے کا قصہ معہ تذکرہ ہومر ملک الشعراء کے یونان و یونانیوں کا علم الاصنام		۴؍

درخواستیں اسسٹنٹ سکرٹری پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی لاہور کے نام آنی چاہئیں

ضرورت

دو جونیر ورنیکلر یا سینیر ورنیکلر یافتہ استادوں کی لوئر پرائمری ڈیپارٹمنٹ کیلئے ضرورت ہے تنخواہ حسب لیاقت پندرہ سے تیس روپیہ ماہوار تک دیجائیگی مسیحی کو ترجیح دیجائیگی تمام درخواستیں بنام پرنسپل کرسچن ہائی سکول لودیانہ آنی چاہئیں ۔ مورخہ ۱۲ نومبر ۱۹۰۲ء

اشتہار

ناظرین نور افشان کو واضح ہو کہ خاکسار روزگار ہوں میں نے چوتھی جماعت تک انگریزی اور اردو میں تعلیم پائی ہے ۔ اگر کسی صاحب کو ضرورت ہو تو مہربانی سے بندہ کو یاد فرمادیں ۔ بیہاری سنگھ ایمای مشن بٹالہ

ضرورت ہے

جھنگ بار میں گوجرہ کے علاقہ کے لئے تین مدرسوں اور منادوں کی ضرورت ہے ۔ مڈل پاس کو عہ ماہوار اور پرائمری پاس کو للعہ ماہوار تنخواہ دیجائیگی ۔ صرف وہی مسیحی درخواست کریں جنہوں نے آنا ہو اور کہ جنکے پاس سندیں موجود ہوں ۔

وارث الدین منیجر مدارس مشن ۔ گوجرہ ضلع لائیلپور ۔

پریسبٹیرین بیواؤں و یتیموں کا فنڈ

اطلاع دیجاتی ہے

کہ پریسبٹیرین بیواؤں و یتیموں کے فنڈ کی حالت نہایت عمدہ و ترقی پذیر ہے تجربہ کار صاحبان کیطرف سے اس بات کی حکیمانہ شہادت ہے ستاون برس کے اندر اس فنڈ نے قریباً ستر ہزار روپیہ خرچ کر کے پنشن دیدیا ہے اور اس وقت سرکاری نوٹ کے ذریعہ سے قریباً بیالیس ہزار روپیہ بطور پونجی رکھا ہوا ہے کوئی اور پنشن فنڈ ایسے سستے طور سے بیمہ نہیں دیتا ہمیں ہند کا ہر ایک مسیحی اپنی بیوی بچوں کے لئے پنشن کی تجویز کر سکتا ہے جس کسی کو چاہئے منیجنگ ڈائرکٹر خوشی سے اس فنڈ کی بابت پوری خبر دینگے ۔

درخواست کی جاتی ہے کہ جو صاحب اس فنڈ میں شریک ہوں اُن دوستوں کے نام و پتہ جنکو وہ اس فنڈ میں شریک کرنا چاہتے ہیں ڈائرکٹر صاحب کے پاس بھیجیں ۔

المشتھر

پادری والٹر جے ۔ کلارک منیجنگ ڈائرکٹر

سہارنپور

دستور العمل نور افشان

قیمت سالانہ اہل شہر سے اخبار بغیر ضمیمہ عہ معہ ضمیمہ ۳؍
قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک ؍ ؍ ؍
قیمت ہر حالت میں پیشگی لیجائیگی ۔

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سالتمام
چوتھائی کالم	؍	؍	عہ
نصف کالم	؍	عہ	للعہ
پورا کالم	عہ	للعہ	للعہ
پورا صفحہ	سہ	صہ	لعہ

ایک دفعہ کیلئے فی سطر کالم ہو لیکن ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا ۔

نوٹ

نامہ نگار اپنی اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں

سنڈے سکول سبق

قیمت سالانہ پچاس پرچہ تصویر دار سنڈے سکول بلا محصول عہ
معہ محصول عہ
قیمت سالانہ آٹھ کاپی سبق سنڈے سکول عہ

پادری ای ایم ویری صاحب ڈی ڈی ڈپٹرو منیجر نور افشان کیواسطے مشن پریس لودیانہ میں ایم دایلی کے اہتمام سے چھپا